ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
پاکستان

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
مدیر مسئول
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور
مدیر اعلیٰ
مجاہد الحسینی

۱۷ رمضان المبارک ۸۹ ۲۸ نومبر ۶۹

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

جو شخص جہاد کے لئے گھر سے جدا ہو گیا۔ پھر وہ مر گیا یا قتل کیا گیا یا اس کو گھوڑے یا اونٹ نے گرا دیا یا کسی زہریلے جانور نے کاٹ کھایا یا اپنے بستر پر مر گیا وہ شہید ہے اور اس کے لئے جنت ہے۔ (ابو داؤد)

جو جہاد کے لئے گھر سے نکلا۔ پھر مر گیا۔ تو اس کے لئے قیامت تک جہاد کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ (ابو یعلیٰ)

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جو اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے نکلا۔ وہ میری ضمانت میں ہے اگر میں اس کو وفات دے دوں گا تو اس کو جنت کا وارث بنا دوں گا۔ اور اگر واپس کروں گا تو ثواب و غنیمت کے ساتھ واپس کر دوں گا۔ (ترمذی۔ بخاری و مسلم)

جنت کے سو درجے اللہ تعالےٰ نے مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے تیار فرما دئے ہیں۔ ہر دو درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان۔ (بخاری)

تم میں سے کسی کا جہاد میں قیام کرنا گھر میں ستر سال نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (ترمذی)

جس نے تھن چھوڑ کر پکڑنے کے بقدر بھی جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ (احمد)

مجاہد کی مثال اس شخص کی مثال ہے جو ہمیشہ روزہ سے رہتا ہو، رات بھر عبادت کرتا ہو، برابر تلاوتِ قرآن کرتا ہو۔ ان کاموں سے رُکتا نہ ہو، جب تک بھی مجاہد لوٹ کر نہ آئے (یعنی یہ ثواب اس کو ملتا رہے گا) (بخاری و مسلم)

اگر مجاہدین دعا کریں گے تو دعا قبول ہو گی، اگر بخشش مانگیں بخش دئے جائیں گے (ابن ماجہ) (یعنی خواہ اپنے لئے یا دوسروں کے لئے)

مجاہد کے خدا کے راستہ میں خرچ کرنے کا ثواب سات لاکھ گنا ہے۔ (ابن ماجہ)

مجاہد کے ذکر اللہ میں ہر کلمہ پر ستر ہزار نیکیاں ہیں اور ہر نیکی کا دس گنا ثواب ہے۔ (طبرانی)

مجاہد کی ہر نیکی کا ثواب سات سو گنا ہے۔ (بزار)

مجاہد کا نفل روزہ اس کو دوزخ سے تیز گھوڑے کی رفتار سے سو سال کی مسافت پر دُور کر دیتا ہے۔ اور اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک خندق ہو گی جس کا عرض زمین و آسمان کے فصل کے برابر ہو گا۔ (ترمذی)

مجاہد کی نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب اس کے فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے بھی سات سو گنا زیادہ ملے گا (یعنی انچاس کروڑ گنا)۔ (ابو داؤد)

جہاد میں جس قدم کو غبار لگ جائے گا اس کو آگ نہ چھوئے گی۔ (بخاری)

جہاد فی سبیل اللہ میں جس کا دل کانپا اس کے تمام گناہ ایسے جھڑ گئے جیسے درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (طبرانی)

جو مجاہد ایک تیر چلائے گا (یا ایک فائر کریگا) وہ کسی کے لگے یا نہ لگے اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ جس کے ہر عضو کے بدلے اس کا ہر عضو دوزخ سے آزاد ہوا کرتا ہے۔ بزار کی روایت میں ہے کہ بنی اسمٰعیل کے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ (نسائی)

جو مجاہد ایک تیر (یا فائر) دشمن پر پہنچا دے گا اس کو جنت کا ایک درجہ حاصل ہو جائیگا (ابو داؤد) (دیکھئے کس کو کتنے درجے ملتے ہیں)

جو مجاہد ایک تیر چلائے گا (یا فائر کریگا) قیامت کے دن وہ اس کے لئے ایک نور ہو گا (بزار)

جس مجاہد کو کوئی زخم لگ گیا اس پر شہید ہونے کی مُہر لگ گئی۔ جس میں قیامت کے دن نور ہو گا۔ اس کا رنگ زعفرانی اور خوشبو مشک کی ہو گی۔ اول و آخر کے سب لوگ اس کو پہچان لینگے۔ (احمد)

جہاد کا غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہ ہونگے۔ (ترمذی و حاکم)

مجاہدوں کی چوکیداری میں ایک رات جاگنا لیلۃ القدر سے افضل ہے (جو ایک ہزار مہینہ سے افضل تھی) اور ان جاگنے والی آنکھوں پر دوزخ حرام ہو گی۔ (حاکم)

جہاد میں ایک مرتبہ صبح کو نکلنا اور ایک مرتبہ شام کو چلنا تمام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے افضل ہے۔ (بخاری و مسلم)

جہاد کے لئے ایک رات گھوڑے باندھنا (یا اسلحہ وغیرہ تیار رکھنا) تمام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے افضل ہے (بخاری و مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ مہینہ بھر نفل روزے رکھنے، راتوں کو نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے اور اس کا ثواب ہمیشہ ملتا رہے گا۔ اس کی وجہ سے قبر کے سوال و جواب سے امن میسر ہو گا۔ طبرانی میں ہے کہ قیامت میں شہید بنا کر اٹھایا جائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک دن کے اس کام سے اس میں اور دوزخ میں سات خندقیں حائل ہو جائیں گی۔ ہر خندق کا عرض ساتوں زمین و آسمان کے برابر ہو گا۔ ابو داؤد میں ہے کہ اس عمل کا ثواب روز بروز بڑھتا ہی رہے گا۔ (مسلم)

اللہ کے راستہ میں قتل ہو جانا سوائے قرض کے ہر چیز کا کفارہ ہے (سب گناہوں سے نجات کا ذریعہ ہے) (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ پر وہ تین آدمی پیش کئے گئے جو سب سے اوّل ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک شہید دوسرا پاک باز، تیسرا وہ غلام جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی اچھی طرح کی اور آقاؤں کی خدمت بھی۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں چھ خصوصیتیں ہیں (۱) پہلے ہی زخم پر بخش دیا جائے گا۔ (۲) اور مرنے سے پہلے ہی جنت میں اس کا مقام اس کو دکھلا دیا جائے گا (۳) اس کو عذاب قبر سے پناہ دے دی جائے گی (۴) قیامت کی سخت گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا (۵) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا۔ جس کا ایک ایک یاقوت دنیا اور اس کے کل سامان سے بہتر ہو گا اور (۶) ۷۲ حوریں اس کی زوجیت میں دی جائیں گی اور اس کے عزیزوں میں سے ستّر کے لئے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ترمذی۔ نسائی۔ دارمی)

شہید قتل ہونے کی تکلیف صرف اس قدر پائے گا جیسے تم میں سے کوئی چیونٹی کے کاٹنے کی پاتا ہے۔ (مسلم)

جنت کے دروازے تلواروں (اسلحہ جنگ) کے سایوں کے نیچے ہیں۔ (ترمذی)

بہترین ساتھی چار ہوتے ہیں۔ بہترین پلٹن چار سو اور بہترین لشکر چار ہزار اور بارہ ہزار مسلمان قلت کی وجہ سے کبھی بھی ہرگز مغلوب نہ ہوں گے (حکمِ الٰہی کی مخالفت سے شکست ہو سکتی ہے کمی تعداد سے نہیں) (بخاری و مسلم)

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مسلمانوں میں سے بہت لوگ اس کو گوارا نہیں کرتے کہ مجھ سے پیچھے رہیں اور میرے پاس ان کے لئے سواریاں نہیں تو میں کسی جماعت سے بھی پیچھے نہ رہتا۔ جو خدا کی راہ میں غزوہ کے لئے جاتی ہے اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمنا رکھتا ہوں کہ خدا کے راستہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں — (حضورؐ نے اپنے ان مرتبوں کے ساتھ جس کی تمنا کی ہے اس کے درجات اور کیف کا اندازہ کیجئے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۱۷ر رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

۲۸ر نومبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۵

شمارہ ۲۹

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول:
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

قرآنِ کریم کا مذاق نہ اڑائیے!

رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

معاصر عزیز چٹان نے اپنے ایک شمارہ میں قرآن کریم کی تصویر کے ساتھ آرام باغ کراچی کی مسجد کے ایک مبیّنہ افسوسناک واقعے کی رپورٹ شائع کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ:-

"چند روز سے کوئی شخص قرآن مجید کے اوراق بلیڈ سے چھلنی کر جاتا ہے اور قرآن کریم کے بعض نسخے ایسے ملے ہیں جن کے جُزدانوں میں ماؤزے تنگ کی "لال کتاب" رکھ دی گئی ہے۔"

معاصر مذکور نے اس واقعے کو تفصیل کے ساتھ شائع کر کے اربابِ حکومت کو اس طرف متوجّہ کرانے کی کوشش کی ہے۔

ہم اس سلسلہ میں وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ اصل واقعہ کیا ہے۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو یہ ایک بہت بڑا المیہ اور خطرناک جسارت ہے اور اس کی جتنی مذمّت کی جائے کم ہے!

لیکن ملک کے جن حالات اور جس ماحول میں یہ باتیں ہو رہی ہیں اور تواتر کے ساتھ جس طرح خدا کی آخری مقدّس کتاب "قرآن مجید" کو ہدفِ اہانت بنایا جا رہا ہے، ایسے دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس قسم کی نئی نئی حرکات کا ضرور کوئی پس منظر ہے اور یہ کسی خطرناک منصوبہ کی کڑی دکھائی دیتی ہے کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ دنیا کا کوئی بھی شریف انسان اس قسم کی ناپاک جسارت ہرگز نہیں کر سکتا۔

یہ صحیح ہے کہ ان دنوں ہمارے ہاں سوشلزم اور اشتراکیت کی خوب زور شور کے ساتھ حمایت و مخالفت ہو رہی ہے اور ہر شخص کو ملکی قانون اور انسانی ضابطۂ اخلاق کا احترام ملحوظ رکھ کر اپنے اپنے نظریات پیش کرنے کی پوری آزادی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ دلائل و براہین کا سہارا لینے کی بجائے عوام الناس کے مذہبی جذبات بھڑکانے کے لئے انتہائی بھونڈا اور نہایت خطرناک اندازِ عمل اختیار کر لیا جائے۔ یہ انداز قرآن کریم کی عظمت کو مجروح کرنے کا باعث بن رہا ہے اور ایک اسلامی سلطنت پاکستان میں ایسے واقعات کا نمودار ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ کیونکہ یہاں کے عوام کو خداوندِ قدوس اور اس کے آخری پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کے ساتھ جو عقیدت اور مملکت پاکستان کے ساتھ جو محبت ہے محتاجِ وضاحت نہیں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوّت اور ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ اس کی زندۂ جاوید مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

کوئی مسلمان تو ایسی حرکت کی جسارت نہیں کر سکتا خواہ وہ کسی بھی سیاسی یا فقہی مسلک سے کیوں نہ تعلق رکھتا ہو۔ جہاں تک ان لوگوں کا سوال ہے جو سوشلزم یا کمیونزم کے ادنیٰ حامی و مؤیّد ہو سکتے ہیں ان میں نہ تو اتنی جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ ملّتِ اسلامیہ کی غیرت و حمیّت کو للکاریں اور نہ ہی وہ ایسی نازیبا حرکات کو اپنے لئے مفید سمجھ سکتے ہیں۔

اس قسم کی مذبوحی حرکات گہری سازش اور خطرناک منصوبہ کے سوا معرضِ وجود میں نہیں آیا کرتیں۔ جو اخبارات و رسائل عوام کے مذہبی جذبات سے کھیلنے کو اسلام کی بہت بڑی خدمت سمجھ رہے ہیں ہم مخلصانہ گذارش کریں گے کہ انہیں اپنے طرزِ عمل پر ضرور نظرثانی کرنی چاہیئے اور انہیں احساس کرنا چاہیئے کہ وہ لاشعوری طور پر اسلام اور شعائر اسلام کی توہین کے خود ہی مرتکب تو نہیں ہو رہے؟ اور وہ شعائرِ اسلام کی تنقیص کا سامان خود فراہم کر کے باطل نظریات کو فروغ تو نہیں دے رہے؟ اور لادینی تحریکوں کی حوصلہ افزائی تو نہیں کر رہے؟

باطل نظریات کو پاکیزہ نظریات کے ساتھ ہی ختم کیا جا سکتا ہے، جذبات انگیز، سنسنی خیز اور اشتعال آفریں خبروں سے سستی شہرت تو حاصل کی جا سکتی ہے لیکن اس سے اسلام کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ الٹا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

معاصر عزیز چٹان سے ہماری درخواست ہے

(باقی صـ۶ پر)

کچھ علاج اس کا بھی . . . . .

کیا حکومت عازمین حج کیلئے کوئی تربیتی ادارہ قائم کریگی؟

(مبصر کے قلم سے)

مکة المکرمة - المسجد الحرام والکعبة المشرفة

MECCA: The Holy Mosque and the Holy Kaaba

روزنامہ جنگ کراچی مجریہ ۱۹ ر نومبر ۱۹۶۹ء کے آخری صفحے پر خبر ہے کہ :-

کراچی ۱۷ ر نومبر۔ آج ڈپٹی کمشنر آفس میں عازمین حج کی درخواستوں کی قرعہ اندازی کے ختم ہونے کا اعلان کیا گیا تو ۲½ گھنٹے تک مسلسل دھوپ میں کھڑے ہو کر صبر و سکون سے کامیاب عازمین حج کے ناموں کے اعلانات سننے والی ایک ۶۵ سالہ ضعیفہ خدیجہ نے اپنی ناکامی پر دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا اور وہ عورتوں کی بھیڑ چیرتی ہوئی اس مقام پر پہنچی جہاں کامیاب عازمین حج کی فہرستوں کو آخری شکل دی جا رہی تھی وہ ایک ایک افسر سے رو رو کر درخواست کر رہی تھی کہ میری ۲۰ سالہ خواہش کو نہ کچلا جائے اور میرا نام حج کے لئے جانے والوں میں شامل کر لیا جائے۔ ہاشم خاں باغیچہ کی رہنے والی مسماۃ خدیجہ نے نمائندہ جنگ کو بتایا کہ اس نے حج پر جانے کے لئے ۲۰ سال پہلے ارادہ کیا تھا اور اس دن سے لے کر آج تک محنت مزدوری کرکے اس نے صرف حج کرنے کے لئے ایک ایک پائی جمع کی اس نے کہا کہ وہ اپنی اس لگن کے لئے کوئٹہ اور کراچی میں مزدوری کرتی رہی ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ کئی سال تک معمولی سے معاوضہ کے لئے چکی تک پیستی رہی ہے اس نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو دکھایا جو مزدوری کرتے کرتے سخت ہو چکی ہیں ۔

اسی دن کے روزنامہ "مشرق" لاہور میں مزید تفصیل درج کی گئی ہے کہ اس عورت کی درخواست اس کے بھائی "احمد" کی درخواست کے ساتھ تیسری دفعہ بھیجی گئی تھی۔ ان دونوں کا نام قرعہ اندازی میں نکل بھی آیا تھا لیکن بد قسمتی نے اس مرتبہ بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔ چونکہ یہ دونوں دستخط کرنا بھول گئے تھے اس لئے ان کی درخواست اس مرتبہ پھر مسترد کر دی گئی

مندرجہ بالا خبر پڑھ کر یقین نہیں آتا کہ یہ سب کچھ اس ملک میں ہو رہا ہے جس میں اسلام اور اسلامی اقدار کے تحفظ کا بار بار یقین دلایا جاتا ہے — خدا را سوچئے جن لوگوں کے جذبات و خواہشات کو اس بے دردی سے کچلا جاتا ہے ان کا قصور کیا ہے؟ کیا یہ لوگ ملک میں پارلیمانی یا صدارتی نظام چاہتے ہیں؟ سوشلزم کے حامی ہیں! روٹی کپڑا اور مکان مانگتے ہیں؟ یا چھ نکات اور دس نکات کے داعی ہیں؟

جگہ جگہ محنت مزدوری کر کے چکی پیس پیس کر ۵۰-۱۶۰۹ روپے جمع کرا کے درخواست بھیجنے والی باغیچہ ہاشم خاں کی خدیجہ بائی کی مثال اپنی قسم کی واحد مثال نہیں ہے — ہر سال لاتعداد بدقسمت عازمین ایسے ہوتے ہیں جن کے نام قرعہ اندازی میں کامیاب ہو کر بھی ناکام رہتے ہیں۔ رقم بنک میں جمع کرانے، مردوں کا فوٹو چسپاں کرنے، درخواست فارم کے لاتعداد خانے پُر کرنے، درخواست فارم متعلقہ دفتر میں پہنچانے اور

سالہا سال کے طویل و صبر آزما انتظار کے کے بعد قرعہ اندازی میں کامیاب ہوتے ہیں اس وقت ان کی خوشی کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس قسم کی صورتِ حال سے گذر چکے ہوں لیکن بسا اوقات ان کی یہ خوشی و مسرّت عارضی ثابت ہوتی ہے، ان کے چہرے یکدم مُرجھا جاتے ہیں۔ جب کسی کالم کے ادھورے اندراج کی بناء پر ان کی درخواست مسترد ہو جاتی ہے ۔

خدام الدین کے گذشتہ ماہ کے شماروں میں تفصیل سے حج فارموں کے بے سروپا کالموں کا جائزہ لیا جا چکا ہے ۔ بیس سال سے پائی پائی جمع کرنے والے اَن پڑھ سادہ لوح معمّر لوگوں کو چار صفحے کا فارم دے دینا اور پھر اس کے بالکل صحیح پُر ہونے پر مُصِر ہونا ایسی صورت میں انتہائی مضحکہ خیز ہے جبکہ حکومت کی طرف سے ایجنسی نہیں ہے جو اسے پُر کرنے میں عازمین کی رہنمائی کرے معمولی معمولی غلطیوں کی وجہ سے درخواست کا مسترد کر دینا درخواست دہندہ کو حج کی سعادت سے ہی محروم کر دینا انتہائی درجے کا ظلم ہے اور ایک مذہبی فریضے کی ادائیگی کے سلسلے میں یہ ظلم یقیناً ناقابل برداشت ہے۔ اگر حج فارم کا ہر طرح صحیح ہونا انتہائی ضروری ہے تو حکومت ملک بھر میں ایسی ایجنسیاں کیوں قائم نہیں کرتی جو عوام کی رہنمائی کریں عوام یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ حج پالیسی پر اس طرح کی پابندیاں کیوں لگائی جاتی ہیں کیا اس قسم کی پابندیوں کا کوئی قانونی جواز ہے؟ اگر ہے تو کیا اسے عدالتِ عالیہ میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا؟
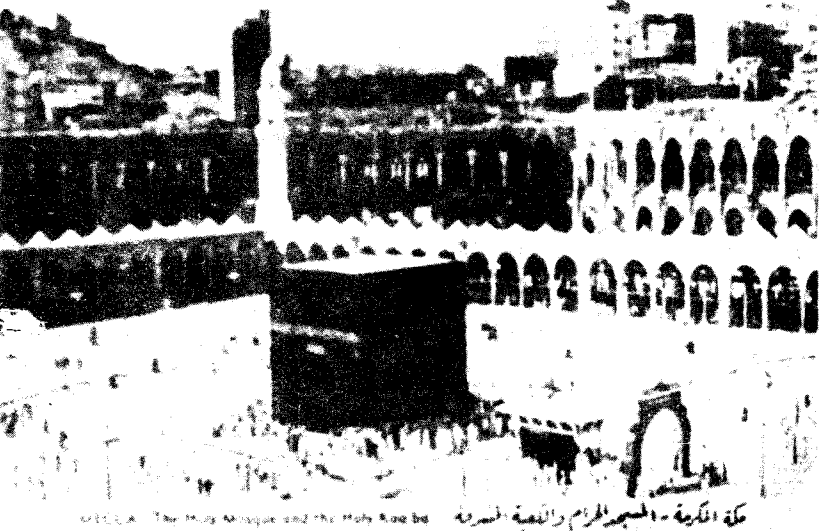
ہم یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ جب بیس بیس سال تک محنت مزدوری کر کے پائی پائی اکھٹی کرنے والوں کے مقدّر میں زیارتِ گنبدِ خضریٰ و طوافِ بیت اللہ نہیں جب بے شمار عورتیں اور لاتعداد مرد اپنے پاؤں کے چھالے اور ہتھیلیوں کے سخت نشان دکھا کر افسران کے دل نرم نہیں کر سکتے اور قرعہ اندازی میں کامیاب ہو کر بھی مسترد کر دئے جاتے ہیں تو خود پورٹ حج آفس والے، ان کے تعلق والے اور انجمن خدّام النبیؐ والے ہر سال کس طرح سعودی عرب دندنا کر جاتے ہیں۔ مؤخرالذکر گروہ تو حاجیوں کے لئے مخصوص بحری جہازوں میں سفر کرتا ہے ۔

ہم پاکستان کے مسلمانوں سے عموماً اور حج پالیسی کے واضعین سے خصوصاً خدائے کون و مکاں اور نبیٔ آخر الزماںؐ کے نام پر اپیل کرتے ہیں وہ حج پالیسی کی بوالعجبیوں کا شکار ہونے والوں کو نوشتۂ تقدیر کہہ کر ان کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش نہ کریں اور اس مقدّس فریضہ کی ادائیگی سے متعلق ٹھوس تجاویز سے چشم پوشی نہ کریں ۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

خطبہ جمعہ ۲۸ر شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ بمطابق یکم دسمبر ۱۹۶۷ء

روزہ اجرِ عظیم کا حامل ہے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (پ-۲ س بقرہ-آیت ۱۸۳-۱۸۴)

ترجمہ :- اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ گنتی کے چند روز۔ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے اور ان پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا۔ پھر جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

حق تعالےٰ سبحانہٗ نے روزے کی فرضیت، حکمت اور اس کے سلسلے میں بعض ضروری احکام کا ذکر جو مذکورہ آیات میں کیا ہے اُن کا خلاصہ حسب ذیل ہے :-

۱- روزہ ہر بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اور چونکہ یہ اللہ تعالیٰ جلشانہٗ کا امر ہے اس لئے اس سے غفلت اور سستی بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ اسی آیت کے پیشِ نظر فقہاء نے روزے کی فرضیت کے انکار کو کفر قرار دیا ہے۔

۲- روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض رہا ہے۔ یہ کوئی انوکھا اور نیا حکم نہیں ہے۔

۳- روزہ کا مقصد انسان میں روح کی پاکیزگی، پرہیزگاری، سپاہیانہ ہمت، تزکیۂ نفس اور خواہشاتِ نفسانی کو مغلوب کرکے ان پر حکمرانی کا مُلکہ پیدا کرنا ہے۔

۴- روزوں کی تعداد مقرر ہے - یعنی رمضان کے مہینے میں کبھی ۲۹ اور کبھی ۳۰ دن۔

۵- اگر رمضان کے مہینے میں کوئی شخص بیمار ہو اور اس قابل نہ ہو کہ روزے پورے کر سکے تو وہ اس مہینے کی بجائے کسی اور وقت جب کہ وہ تندرست ہو روزے رکھ سکتا ہے۔

۶- ان دنوں میں اگر کوئی شخص سفر پر ہو تو وہ اپنے روزے کسی اور وقت پورے کر سکتا ہے۔

۷- فدیہ کی مقدار ایک فقیر کو کھانا کھلانے کے برابر ہے۔ لیکن اگر کوئی صاحبِ ایمان ان رعایتوں کا مستحق ہوتے ہوئے بھی روزہ رکھے اور جذبۂ شوق کی وارفتگی میں اپنی خوشی سے نیکی میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لے تو اس کے مرتبے کا کیا پوچھنا! اور اس کے افضل و برتر ہونے میں کیا شبہ؟ یہ تو اس کے حق میں اور بھی بہتر ہے۔

اصطلاحِ شریعت

میں روزہ اسے کہتے ہیں کہ انسان طلوعِ فجر سے لے کر غروب آفتاب تک اپنے آپ کو کھانے پینے اور عملِ زوجیت سے روکے رہے یعنی اس مدتِ معیّنہ میں اپنے قصد اور ارادے سے جائز اور طبعی خواہشوں کی تکمیل سے بھی باز رہے۔ غیبت، جھوٹ، فحش کلامی، بدزبانی وغیرہ گناہوں کے قریب بھی نہ پھٹکے۔ چنانچہ روزے کے دوران گناہوں سے بچنے کی تاکید احادیثِ نبویؐ میں بہت زیادہ آئی ہے۔

روزے کے تین درجے

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے روزے کے تین درجے بیان فرمائے ہیں :-

۱- عوام کا روزہ (۲) خواص کا روزہ (۳) خواص الخواص کا روزہ۔

عوام کا روزہ پیٹ اور فرج کو شہوات سے روکنے سے عبارت ہے۔ خواص کا روزہ اعضا و جوارح کو معاصی سے پاک رکھنا ہے اور خواص الخواص کا روزہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کے سوا ہر چیز سے پہلوتہی کرنا ہے۔

روزہ کا مقصدِ اصلی

خدائے اسلام غنی اور بے نیاز ہے۔ وہ ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے۔ جس طرح وہ ہمارے رکوع و سجود اور تسبیح و تکبیر سے بے نیاز ہے اسی طرح اُسے ہمارے بھوکے اور پیاسے رہنے، ہمارے روزہ و تراویح، ہماری سحری و افطاری کی بھی کوئی حاجت نہیں۔ یہ تمام امور ہمارے ہی نفع و فائدہ کے لئے ہیں۔ مقصود صرف ہماری فلاح و بہبود ہے۔ ہمارے کمالات کی نشو و نما اور ہماری ہی ترقی پیشِ نظر ہے۔ ہم میں ضبطِ نفس پیدا کرنا اور ہمیں ہی اپنی خواہشاتِ نفسانی پر حاکم بننے کی تعلیم دینا مطلوب ہے۔ گویا

روزہ رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان متقی بنے اور حیوانیت کے غار سے نکل کر ملکوتیت کے آسمان پر جلوہ گر ہو۔

پس اے برادرانِ عزیز! روزہ کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے، سامانِ زندگی مہیا کرنے والے، موت و زندگی، بیماری و تندرستی ہر چیز پر قدرت رکھنے والے حاکم و آقا کے سامنے عہد کرے کہ وہ صرف اسی کے لئے وقف ہے۔ زبان اگر کھلے گی تو کلمۂ حق پر، کان اگر سنیں گے تو صرف سچی آواز، آنکھ اگر دیکھے گی تو صرف امرِ حق کو، دل اگر سوچے گا تو صرف سچائیوں کو، ہاتھ اور پاؤں اگر حرکت میں آئیں گے تو صرف رضائے ایزدی کی خاطر اور صرف سچائی کی راہ میں۔

روزہ کی بزرگی اور اس کا اجر

پھر روزہ اتنی بڑی عبادت ہے کہ روزہ کی بزرگیوں میں یہ بہت بڑی بزرگی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ جلشانہٗ نے اپنی ذات کی طرف منسوب فرمایا ہے چنانچہ حدیث قدسی ہے:۔

الصوم لی و انا اجزی بہ۔

روزہ میرے لئے ہے اور اس کا اجر خود میں ہوں۔

اندازہ فرمائیے! خداوند قدوس کس قدر عظیم اجر روزے کا بیان فرما رہے ہیں جس سے بڑھ کر کوئی اجر اور ہو ہی نہیں سکتا ـــــ حوریں نہیں، جنت کے محل اور قصور نہیں، کوئی اور ایسی نعمت نہیں جسے عقل سمجھ سکے، بلکہ خود اللہ رب العزت اس کا اجر ہیں۔

کیا زمینوں اور آسمانوں کی ساری برکتیں، ساری نعمتیں، ساری بادشاہتیں، مل کر بھی اس ایک اجر کے سامنے پیش کی جا سکتی ہیں اور کوئی ہے جو خدائے کائنات اور رب العلمین کی ہمسری کا دعوےٰ کرے اور اس کے روبرو ہونے کی تاب لا سکے۔

محترم حضرات! روزے کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ ایسی عبادت ہے جو خدا کے علاوہ اور کسی کے لئے ہو ہی نہیں سکتی۔ ریاء کا شائبہ تک بھی اس میں راہ نہیں پا سکتا اور چونکہ یہ عبادت خالصتاً اللہ کے لئے ہے، ریاء سے بالکل پاک ہے اس لئے اس کا اجر بھی اسی قدر عظیم ہے۔

ابن عینیہؒ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں کے حقوق و مظالم روزے کے علاوہ اور تمام اعمال کے ساتھ ادا کئے جائیں گے۔ اس دن خدا تعالیٰ ایماندار بندے سے تمام گناہ خواہ وہ کسی قسم کے ہوں روزے کی برکت سے اٹھا دے گا اور روزہ دار روزہ کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں روزے کے تمام لوازمات اور مقصد روزہ کو کماحقہٗ ادا کی توفیق ادا فرمائے۔ آمین!

بقیہ: کچھ علاج اس کا بھی ......

پاکستان کا مسلمان صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کم ازکم زیارتِ حرمین الشریفین کی سعادت حاصل کرے، وہ زمزم کے مقدس پانی سے اپنی روحانی پیاس بجھانے کا آرزومند ہے۔ وہ بدر و اُحد کے میدانوں میں قرونِ اولےٰ کی شخصیتوں کی عظمت کے نشانات دیکھنا چاہتا ہے۔ اس کے دل میں ثور و حراء کی بلندیوں کو چھونے کی آرزو ہے، وہ شاہِ بطحا کے حضور دست بستہ حاضر ہوکر درود و سلام بھیجنے کا متمنی ہے اور اس آرزو کی تکمیل میں اس کے لئے مواقع فراہم کرنا ہر دَور کی مسلم حکومت کا فرض ہے۔

★

ماہِ مُبارک

حبیب الرحمٰن اشرف جامعہ مدنیہ لاہور

مبارک ماہ پھر آیا وفا دارو مبارک ہو
خطا کارو مبارک ہو، گنہگارو مبارک ہو
برستی ہے گھٹا رحمت کی اس ماہِ مبارک میں
یہ رحمت، رحمتِ حق کے طلبگارو مبارک ہو
یہ رمضاں ہے بہت ملتا ہے ہمیں اجر نیکی کا
بڑھاؤ نیکیاں اپنی فدا کارو مبارک ہو
کرو توبہ گناہوں سے غنیمت جان لو اس کو
یہ بخشش کا مہینہ ہے خطا کارو مبارک ہو

★

بقیہ: اداریہ

کہ ملک اس وقت سخت قسم کی افراتفری خلفشار اور بحران سے گذر رہا ہے۔ ایسے نازک وقت میں حزم و احتیاط اور معقولیت کا دامن چھوڑ دینا اور جذبات انگیزی کا رُخ اختیار کر لینا کوئی ملکی اور ملّی خدمت نہیں ہو سکتی۔

"روزہ میرے لئے ہے اور اس کا اجر میں خود ہوں"

جناب عبدالقیوم بٹ کا سانحۂ ارتحال

حلقۂ احباب خصوصاً حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین و معتقدین میں یہ خبر انتہائی رنج اور صدمے کے ساتھ سنی جائے گی کہ جناب عبدالقیوم بٹ صاحب شیرانوالہ گیٹ بالمقابل مدرسہ قاسم العلوم لاہور گذشتہ دنوں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ○

مرحوم بڑے ہی نیک، خوش اخلاق اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ انہیں حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گہری عقیدت و وابستگی تھی اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ بقضائے الٰہی ان کی وفات کی خبر سے حلقۂ احباب سخت رنجیدہ ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر و تحمل کی توفیق بخشے۔

ادارہ خدام الدین ـــ جناب عبدالقیوم بٹ کے بڑے بھائی جناب عبدالمجید بٹ اور جناب عبدالحمید بٹ صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ تمام قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ماہِ مقدس رمضان المبارک میں مرحوم کے لئے خصوصی دعائے مغفرت کریں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرکے جوارِ رحمت میں مقام عطا فرمائے۔

(ادارہ)

مجلس ذکر

رمضان میں خوب عبادت کیجئے

از حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم
مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْدُ :-
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :-

عبادت کی اقسام

کچھ عبادتیں بدنی کچھ مالی ہیں۔ حج بدنی اور مالی دونو عبادتوں کا مجموعہ ہے ذکر اذکار لسانی عبادت ہے۔ نماز بدنی اور ساری عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ اعتکاف میں نماز اور روزہ لازم ہے۔ نماز میں کوئی چیز بھی نہیں کھا سکتے۔ چلنا پھرنا ممنوع ہے۔ اعتکاف کی کیفیت بھی یہی ہے۔ نماز اور اعتکاف میں آپ مسجد سے باہر نہیں جا سکتے۔ کھانا پینا روزہ اور نماز میں ممنوع ہے۔ روزے میں بھول چوک کے دس دفعہ پیٹ بھر کے کھالے، معاف ہے۔ ایک لقمہ جان بوجھ کے کھالے تو تاوان کے طور پر ساٹھ روزے پے درپے رکھنے پڑیں گے، ایک بھی بیچ میں ٹوٹ گیا تو پھر ایک سو ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے۔ خدا کی حدود کو توڑنے کے بڑے بڑے کفارے ہیں۔

عبادت سے چین ملتا ہے

جو عبادت نہیں کرتے وہ سکھی نہیں جو خیرات و صدقات اور زکوٰۃ ادا نہیں کرتے وہ کوئی بڑے مالدار نہیں بلکہ وہ زیادہ پریشان حال، زیادہ "تنگدست" زیادہ مصائب کا شکار ہیں، آپ نماز پڑھیں، دل کو چین، سرور، راحت اور انشراح نصیب ہوتا ہے۔ جو عبادت گذار ہیں، اللہ کے دین کے لئے چل پھر کے دُور دُور تبلیغ، تعلیم، تدریس کے لئے جاتے ہیں، اس راہ میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں تو ان پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ رمضان شریف میں قرآن مجید سنانے والے حفاظ اور ان کی اقتداء میں سننے والے خوش قسمت ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر

حضرتؒ رمضان میں حج کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں روزے پہ روزہ اور خیرات بے حساب کرتے تھے۔ کہتے کہ نماز کا ثواب ایک لاکھ گنا زیادہ ہے تو روزے کا بھی اسی حساب سے اللہ سے لیں گے —— روزہ اس لئے رکھتے کہ صبح کھایا اور رات تک بے فکر ہو کر کے مسجدِ نبوی اور خانہ کعبہ میں بیٹھ کے عبادت کرتے رہے۔ خانہ کعبہ میں جاتے تو زیادہ تر طواف کرتے، مسجد نبوی میں ہوتے تو زیادہ سے زیادہ درود و سلام اور مواجہ شریف میں بیٹھ کر ذکر اذکار کرتے، پھر نوافل پڑھتے، صفِ اوّل میں بیٹھتے اور تکبیر اُولیٰ کبھی ان کی قضا نہ ہوتی۔ جس طرح انہوں نے زندگی گذاری دیکھنے والوں نے آنکھوں سے دیکھا کہ سفر میں، حضر میں کیسے تھے۔ ایک دفعہ حضرتؒ نے فرمایا کہ مَیں کبھی سیکنڈ کلاس میں سفر نہیں کرتا۔ اسے تضیع مال سمجھتا ہوں۔ تھرڈ کلاس کا ٹکٹ لینے کے بعد جو پیسے بچیں وہ کسی نیک کام، مسجد، مدرسے یا کسی غریب یتیم کو دے دیتا ہوں۔ ان کی ساری زندگی کا معمول یہی رہا۔ مجھے ایک دفعہ مظاہر العلوم سہارن پور پڑھنے کے لئے جانا ہوا، بہت چھوٹا بچہ تھا۔ سحری کے وقت گاڑی جاتی تھی، تو میرا سامان زیادہ خود سر پر اٹھا لیا، کچھ تھوڑا سا مجھے دے دیا گاڑی کی روانگی میں ایک گھنٹہ باقی تھا اس لئے پیدل تشریف لائے۔ فرمانے لگے۔ وقت کافی ہے۔ مَیں پیدل واپس آکر نماز پڑھ سکتا ہوں بارہ آنے ٹانگے کے کسی یتیم مسکین کو دے دیں گے۔

حضرتؒ کا نماز سے شغف

اللہ نے قرآن میں فرمایا۔ اِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ ○ (البقرہ ۴۵) نماز بڑی مشکل ہے، روزہ بڑا مشکل ہے لیکن خشوع خضوع کرنے والوں، فرمانبرداروں، اطاعت شعاروں کے لئے بڑا ہی آسان ہے — یعنی کھانے پینے کے لئے ڈھور ڈنگروں کی طرح انسان روٹی جمع کرتے پھرتے ہیں، کتنی مشقت، تکلیف جسم کو دینی پڑتی ہے تب جا کر کے ان کو عیش و راحت ملتی ہے۔ اور اگر نماز پڑھیں تو روزی کو رزق رساں آپ کے پاؤں میں خود ڈالے گا۔ حضرتؒ نے ایک دفعہ درس میں مثال دی کہ ایک جانور تھا آگے کے بال اور پیچھے کی دُم نہیں تھی، اس سے کسی نے پوچھا کہ یہ حال تمہارا کس نے کیا؟ کہنے لگا کہ دنیا داروں نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگا کہ مَیں ہوں دنیا، جو مجھے حاصل کرنا چاہتے ہیں مَیں اُن کے آگے بھاگتی ہوں وہ میرے پیچھے بھاگتے ہیں۔ میری دُم انہوں نے نوچ ڈالی اور جن کے دروازے پر مَیں جاتی ہوں وہ مجھے اپنے دروازے پہ آنے ہی نہیں دیتے میری پیشانی کے بال نوچ ڈالے ہیں، دنیا کی مثال خوب ہے کہ جو دنیا کے پیچھے بھاگتے ہیں دنیا دولتی دیتی ہے اور اللہ والوں کے پیچھے پھرتی ہے تو وہ اپنے قریب نہیں آنے دیتے۔

ہمارے اکابر کا معمول

ہم نے دیکھا اللہ والوں کو حضرتؒ اپنے آپ کو سب سے کمتر جانتے، حضرت رائے پوریؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت تھانویؒ وغیرہ تمام اکابر کا اپنے آپ کو ہزارواں حصّہ بھی نہیں سمجھتے تھے — اور اُدھر اللہ نے ان کا مقام اتنا بلند کیا تھا کہ لوگ اُن سے زیادہ اِن سے عقیدت رکھتے تھے، اللہ کی قدرت۔ لیکن اُن بزرگوں کی بھی یہی شان تھی کہ وہ بھی اپنے آپ کو سب سے کمتر اور ذلیل جانتے تھے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بھی یہی

تھی کہ اے اللہ! مجھے اپنی آنکھوں میں چھوٹا، دوسروں کی آنکھوں میں بڑا بنا، فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا ط حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت امروٹیؒ جب بات کرتے تو کہتے "ان گنہ گار آنکھوں نے یہ دیکھا ہے، ان گنہ گار کانوں نے یہ سنا ہے"۔ اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ گنہ گار خطا کار سمجھتے تھے۔

اللہ والوں کی عظمت

اللہ والوں کی شان یہی ہے کہ وہ پورا عملی اسلام پیش کرتے ہیں اور یہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فریضہ ہے جو ہم آپ پر عائد ہوتا ہے: پہلا یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ، قرآن کے الفاظ، پھر معانی، اس کا مطلب علماء جو پڑھتے پڑھاتے ہیں —— پھر یُزَکِّیْهِمْ، وہ اسوہ نمونہ جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیش کیا۔ قولاً، علماً، عملاً، یعنی اسلام اپنا تزکیہ کرائے اور پھر دوسروں کے لئے اسوہ بن جائے اور اس زمانے میں جو علماء ربانی، علماء حقانی نمونہ ہیں ان سے کسب فیض اور تحصیل علم کرنا چاہئے۔ حضرتؒ کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ حضرت امروٹیؒ سے حضرت دین پوریؒ سے، حضرت شیخ الہندؒ سے، حضرت سندھیؒ سے، حضرت تھانویؒ سے، حضرت مدنیؒ سے، حضرت مولانا سید انور شاہؒ سے آپ نے کسب فیض کیا۔ ان اکابر کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ پھر آپ دیکھ لیجئے کہ ع

کسبِ کمال کُن کہ عزیزِ جہاں شوی

حضرتؒ لاہور آئے تھے تو ایک شخص ضمانت دینے والا نہیں تھا اور جب دنیا سے گئے تو آپ نے دیکھا کہ سارا پاکستان کس طرح غمگین ہوا۔ اللہ تعالیٰ جلشانہٗ حیّ و قیّوم ہے اور جو اس کے نام کو زیادہ بلند کرے گا۔ اس کو بھی اللہ تعالیٰ حیاتِ جاوید دیتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ کا ایک مصرعہ ہے کہ ع

نوشیرواں نمرد کہ نام بنکوگذاشت

انبیاء کرام، صلحاء عظام اور اولیاء کرام علماءِ ربانی، مفسرین، محدثین دیکھئے، کس طرح ہمارے دلوں کا سرور، آنکھوں کا نورِ بنے ہوتے ہیں، کس طرح ان کا نام لے کر راحت میسّر آتی ہے، تمام صحابہ، تمام خلفاء راشدین، تمام اللہ تعالےٰ کے بندے جو اللہ تعالےٰ کے عبادت گذار اور شب بیدار بندے تھے، اُن کے نام آج بھی زندہ و پائندہ ہیں، اُن زمانوں کی حکمرانی کا کوئی پتہ بھی نہیں کہ کون سے زمانے میں کون حاکم تھا لیکن جہاں کوئی اللہ کا ولی گذرا ہے، کتابوں میں نام ہے، لوگوں کی زبانوں پہ اُن کا ذکرِ خیر ہے۔ کس طرح ان کی عزّت کو اللہ نے چار چاند لگائے۔

دعا اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی اپنے مقرّبین کا دیوانہ و شیدا بنائے۔ آمین!

بقیہ: عقیدہ واظہار کی آزادی ......

لینے کا حق نہیں دیتے۔

اسلام کا محض نام لینا کافی نہیں اس کے واضح عقائد پر یقین رکھنا ضروری ہے

غور کیجئے تو ہر بڑے عقیدے میں سچا اعتقاد رکھنے والا اس کا اجارہ دار ہی ہوتا ہے۔ اشتراکیت میں عقیدہ رکھنے والا ہر شخص "غربا کے دکھ" کا اجارہ دار اپنے آپ کو سمجھتا ہے، لہذا یہ اجارہ داری نہیں ہوتی بلکہ عقیدوں کے بارے میں پرجوش خلوص کا اظہار ہوتا ہے اور یہ ایک مخلص مسلمان کا پہلا فرض ہے کہ وہ سچائی کا اجارہ دار بن جائے نہ صرف پاکستان کے لیے بلکہ دنیا بھر کے لیے۔ اور یہ اجارہ داری خدا نے اس کے سپرد کی ہے۔

چلیئے اس اجارہ داری میں ہم ان کو بھی شریک کر لیتے ہیں جو بہرحال اسلام کا نام لیتے ہیں۔ دیگر اس کے لیے یہ شرط لازمی ہے کہ ہم ان کی نیت کو ان کے عمل اور ان کے جملہ رجحانات کی روشنی میں پرکھ سکیں۔ اگر اسلام کے بارے میں ان کی نیت درست ہوگی تو ہم اسے محض نقطۂ نظر کا اختلاف کہیں گے۔ مگر اس صورت میں اس نقطہ نظر سے اختلاف کرنے والوں کو بھی یہی حق دینا ہوگا کہ اس کی کھلی مخالفت کر سکیں، یہ تو درست نہیں کہ ایک اختلاف کی پوری آزادی ہو اور دوسرا یہ بھی نہ کہہ سکے کہ ہمیں بھی آپ سے اختلاف ہے اس سلسلے میں کبھی کبھی آزادیٔ تجسس کا سوال بھی اٹھایا جاتا ہے اس سوال کو اٹھانے والے یہ باور کراتے ہیں کہ آج کل ملک کا ہر تعلیم یافتہ آدمی تحقیق و اجتہاد کے فرض پر مامور ہے اور اسے یہ حق ہے کہ اسلام کو تحقیق کے نام سے گالی دے یا مسلمات کا بڑی بے حیائی سے مضحکہ اڑائے۔

لیکن سوال تو یہ ہے کہ ہماری قوم میں کتنے ایسے نفوس ہیں جو تحقیق کی اہلیت رکھتے ہیں یا اس کا منصب رکھتے ہیں۔ محض گالی دینا یا کیڑے نکالنا تو تحقیق کی کسی تعریف میں شامل نہیں؟ اس کے علاوہ تحقیق کے ساتھ بے احترامی کی نیت لازم و ملزوم کیوں سمجھی جارہی ہے؟ اگر یہ لازم و ملزوم ہے تو ہندوؤں مشنریوں آریوں کی بے احترام تحقیق پہ اعتراض کیونکر ہوگا؟ آج کل کے نام نہاد اہل تحقیق اپنے مضامین خاص تو محض صفر ہیں لیکن اسلام کے بارے میں نیم خواندہ جہلا بھی محقق بن بیٹھے ہیں۔ اس طرز تحقیق کے خلاف صف آرا ہونا اسلام، علم اور تحقیق تینوں کے سلسلے میں جہاد اعظم ہوگا۔ تحقیق کی آڑ میں بے احترامی پھیلانے اور مسلمات اسلام کو گالی دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ورنہ یورپ کی ان کتابوں اور تحریروں پر بھی قدغن نہیں لگائی جاسکتی جنہیں مخالف اسلام ہونے کی بنا پر ضبط کر لیا جاتا ہے۔

دعائے صحت

تمام اکابرین جمعیۃ علماء اسلام و اراکین جمعیۃ کی خدمت میں التماس ہے کہ قطب الاقطاب عارف باللہ بارگاہ سلف حضرت مولانا عبدالہادی صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ دین پور شریف چند روز سے صاحب فراش ہیں ان کے لئے دعا کریں کہ حضرت صاحب موصوف شفا کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔ آمین

(عبدالصبور ناظم جمعیۃ علمائے اسلام تحصیل خانپور)

عقیدہ و اظہار کی آزادی کو اسلام کے بنیادی اصولوں سے انحراف کا ذریعہ نہیں بنایا جا سکتا

(سہیل یمانی)

اکثر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسلام کے بارے میں عقیدہ و اظہار کی آزادی ہونی چاہیئے بلکہ یہ بھی ہونا چاہیئے کہ باطل عقیدوں کا بھی اسی طرح احترام ہونا چاہیئے جس طرح صحیح عقیدوں کا اور یہ اس لیے کہ اسلام کا اجارہ دار کوئی نہیں کیونکہ اسلام سب کا ہے۔

کاش معاملہ اسی طرح ہوتا اسلام اگر سب کا ہوتا تو اختلاف کی یہ صورت نہ ہوتی موجودہ اختلاف تو اس بنا پہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک گروہ جب غیر نظریوں کو اپنی دلیلوں کے زور سے کامیاب نہیں کر سکتا تو وہ اسلام کو بطور دلیل بیچ میں لے آتا ہے، تبلیغ وہ انہیں باطل نظریات کی کر رہا ہوتا ہے، مگر اب کی بار وہ اسلام کے نام سے کرتا ہے یہ بدگمانی نہیں امر واقعہ ہے کہ باطل کے نظریہ بازوں میں اور اسلام کی آڑ میں ان نظریوں کے مبلغوں کے بنیادی عقیدوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا ماسوا اس کے کہ کھلے نظریہ سے منطقی اور عملی دلیلوں سے گفتگو کرتے ہیں اور اسلام کی آڑ میں بات کرنے والے وہی گفتگو کرتے ہیں مگر اسلام کے نام سے فرق دونوں میں کچھ نہیں۔

باطل نظریات کی تبلیغ کے لیے بھی اسلام کا نام لیا جا رہا ہے

جن لوگوں کو اسلام کے صحیح عقائد سے سچی دلچسپی ہے وہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ کھلے نظریہ بازوں اور اسلام کی آڑ لے کر نظریہ پھیلانے والوں میں فرق کیا ہے اگر فرق کچھ نہیں تو محض اسلام کے لیبل سے ہمیں انہیں کھلے نظریہ بازوں سے کیونکہ جدا کر سکتے ہیں؟ اسلام کا محض نام لینا کافی نہیں اسلام کے واضح اور محقق عقائد پہ یقین کرنا ضروری ہے۔

اگر ہم اس روشن اصول کو نظرانداز کر دیں تو بے شمار قباحتیں لازم آئیں گی۔ مثلاً کل یہاں کا کوئی زمین پرست طبقہ اٹھ کر رگ وید کو الہامی کتاب کہہ کر اسے قابل اتباع قرار دے لے اور کہہ دے کہ اسلام یہی کہتا ہے یا بدھ مت کی رحمدلانہ تعلیم کی آڑ لے کر بدھ مت اور اسلام کو ایک ہی چیز قرار دے دے تو کیا محض اسلام کے نام سے یہ چیزیں صحیح ہو جائیں گی۔ ہرگز نہیں، اصل معیار یہ ہے کہ اسلام کے نام سے بھی صرف وہی عقیدے اسلامی ہوں گے جو قرآن و سنت اور اجماع امت اور مسلسل تعامل سے صحیح ثابت ہوں گے محض اسلام کے نام سے اور اس مضحکہ خیز طعنے سے کہ اسلام کسی کی اجارہ داری نہیں باطل نظریئے صحیح ثابت نہیں ہو سکتے۔ اگر روادارانہ نظریے پہ عمل کیا جائے تو کوئی چیز غلط نہ ہوگی۔ بلکہ جو کچھ کسی کے خیال میں آئے یا جو کچھ کوئی کہنا چاہے وہ سب درست ہے اگر یہ مان لیا جائے تو کم از کم اسلام کے مسئلے میں نیک نیتی یا بد دیانتی سے انار کی کیفیت پیدا کرنا اتنا آسان ہو جائے گا کہ نام کے سوا اسلام میں کچھ بھی نہ رہے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ صد اختلاف کے باوجود اسلام کے چند متحقق مفہوم ہیں، اسلام کے چند واضح اصول اور چند واضح رویئے ہیں ان پہ قائم رہنا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے

اگر کل کوئی یہ فرما دے کہ خدا کا مسئلہ ایک مابعدالطبیعاتی مسئلہ ہے اس لیے اسے اس طرح ماننا ضروری نہیں جس طرح قرآن مجید میں آیا ہے اور ساتھ یہ بھی کہہ دے کہ میری، اسلامی تعبیر اسی طرح کہتی ہے یا کوئی رسالت کے سلسلے میں یہ کہہ دے کہ نبوت کے فیوض کا ختم ہونا کیوں ضروری ہو جبکہ عالم ازلی و ابدی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دے کہ میرا فہم اسلام یہی کہتا ہے۔ ایسے میں کسی سچے مسلمان کے لیے ایسے عقیدے سے اتفاق کیسے ممکن ہوگا۔ اور اگر کوئی ایسے عقیدوں کی مخالفت کرے گا تو آپ جھٹ کہہ دیں گے نہیں صاحب ہم اسلام پہ کسی کی اجارہ داری نہیں مانتے ہم اسلام کو جس طرح چاہیں گے مانیں گے۔ ہم رگ وید مانیں گے ہم اپنشدوں میں قرآن کی شکل مانیں گے۔ ہم بدھ مت کو اسلام ہی کا ایک حصہ کہیں گے۔ ہم ختم نبوت کو منصب نبوت کے منافی سمجھیں گے اسلام کی اجارہ داری کو ہم نہیں مانتے ہم برے عقیدوں کو مانیں گے اور ان کی تبلیغ کریں گے اور جو ہماری مخالفت کرے گا ہم اسے کہیں گے اسلام ہمارا اپنا ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے ہم اسے جس طرح چاہیں گے مسخ کریں گے اور مغربی نظریوں کے مطابق بنا کر سرخروئی حاصل کریں گے۔

یہ رویہ سخت خطرناک ہے اس لیے کہ اس کے بعد ہر بد بلا کو اسلام سے منسوب کرنا آسان ہو جاتا ہے اور یہی ہو رہا ہے اور اسی کے لیے راستہ کھولا جا رہا ہے۔

اجارہ داری کی منطق بھی محض مغالطہ انگیز ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ جو عقیدہ رکھ رہے ہیں اسے ہماری خاطر نہ رکھیئے بلکہ سوال برے عقیدوں کی تبلیغ کا ہے آپ ملک کی اکثریت کے جذبات کے خلاف کچھ باتیں کہتے ہیں اور لوگوں کے احساسات کو مجروح کرتے ہیں اور اس کے لیے آپ آزادی چاہتے ہیں، لیکن جب ہم آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے جذبات مجروح نہ کیجئے، تو آپ آزادی کے عقیدے کا ذکر کر کے ہمارے جذبات کو مجروح کرنے کا حق اپنے لیے تسلیم کرانا چاہتے ہیں

لیکن جب ہم اسی اصول پہ عمل پیرا ہو کر ان عقیدوں سے بیزاری کا اظہار کرتے اور ان سے اختلاف کرتے ہیں تو آپ جھٹ اجارہ داری کا طعنہ دیتے ہیں اور ہمیں اس مباحثے میں حصہ

(باقی ص پر ۲)

انسانیت کیا ہے؟

◎ اسلامی تعلیمات ◎ امن عالم کا بہترین فارمولا

(از حضرت مولانا مفتی سید محمد میاں صاحب شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی)

پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری قوموں کے فرمانرواؤں کو پیغام بھیجا،

" اس بنیادی اصول کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں طور پر تسلیم شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرے کہ گویا خدا کو چھوڑ کر اسے اپنا پروردگار بنا لیا ہے " (بخاری شریف وغیرہ)

کیا اسلام فرقہ ہے؟ انصاف پسند شریف انسانوں کی عدالت میں بہت سے مقدمے پیش ہوتے ہیں اور انصاف حاصل کرتے ہیں۔ آج ہم لفظ اسلام کا مقدمہ پیش کر رہے ہیں۔ اور توقع رکھتے ہیں کہ ہم انصاف حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

شکوہ بہت بڑا ظلم یہ ہے کہ جو لفظ اس لیے منتخب کیا گیا تھا کہ فرقہ واریت گروہ بندی اور قوم پرستی کے مقابلہ میں امن۔ سلامتی۔ میل جول اور شانتی کی عملی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرے۔ اس کو فرقہ وارانہ لفظ سمجھ لیا گیا ہے اور گروہ پرستی دھڑے بندی کا وہ بہتان اس پر تھوپا جا رہا ہے جس سے اس کی پاک فطرت ہمیشہ گھن کرتی رہی ہے۔

مسلم کی جگہ اگر ہم ماننے والے۔ مان جانے والے گردن جھکا دینے والے کے لفظ کا استعمال کریں (کیونکہ لفظ مسلم کے معنی یہی ہیں) تو ہم " اسلام" کے اصل مطلب اور منشاء کے زیادہ قریب ہو جائیں گے اور اس کی فطرت کی جھلک ہمارے سامنے آ جائے گی۔

اسلام کیا ہے؟ اس پوری دنیا اور دنیا کی تمام حقیقتوں میں یعنی پوری کائنات میں ایک قانون جاری ہے اس کو قانونِ فطرت کہا جاتا ہے۔ اس قانون کے کچھ تقاضے ہیں، کچھ نتیجے ہیں۔ اس کا ایک پس منظر اور ایک بیک گراؤنڈ ہے۔ اس پس منظر اور پس منظر اور بیک گراؤنڈ کو اس کے تقاضوں اور نتیجوں کو مان لینا اور ان کے سامنے گردن جھکا دینا "اسلام" ہے اور اس سے انحراف اور انکار کفر ہے۔

سچائی ایک ہی ہے اور ہمیشہ ایک ہی رہی ہے کیونکہ قانونِ فطرت ایک ہی ہے وہ اٹل ہے اس کا بیک گراؤنڈ اٹُٹ ہے اس قانون کے تقاضے اور ان کے نتیجے ہمیشہ یکساں رہے ہیں اور یکساں رہیں گے لہٰذا جو حقیقت اور حق (سچ) ہے وہ بھی ایک ہی رہا ہے اور ایک ہی رہے گا اور سب کے لیے ایک ہی رہے گا یہ سچائی دھرم ہے جس کو عربی میں دین کہا جاتا ہے۔ یہی دین قرآن کے الفاظ میں " اسلام" ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ؕ

نبی اور پیغمبر اس سچائی کو پھیلانے کے لیے ناسمجھوں کو سمجھانے اور ہٹ دھرموں پر حجت تمام کرنے کے لیے خدا کے وہ پاک بندے آئے جن کو رُسول۔ پیغمبر۔ پرونٹ۔ رشی یا منی کہا جاتا ہے جن کو ہر فرقہ ہر قوم اور دنیا کی ہر ایک اُمّت اور ملت تسلیم کرتی ہے مگر جس طرح قدرت نے دامنِ نور کی سلوٹوں میں اندھیری لپیٹ دی ہے پھلوں اور پھولوں کی کرتوں میں کانٹے اور جھاڑ جھنکاڑ لگا دیئے ہیں۔ اسی طرح سچائی کے مقابلہ میں غرور تکبّر اپنی بڑائی۔ خود غرضی۔ من کی چاہ۔ لالچ۔ دھن دولت اور پرانی ریت کی ناپاک محبت لکیر کے نقیر بنے رہنے کی عادت اور اس طرح کی خراب خصلتوں کے کانٹے بھی بو دیئے اور اس طرح کی اندھیریاں بھی پیدا کر دیں جو اپنے اپنے وقت پر ابھریں اور پھیلیں جنھوں نے سچائی کے پاک اور صاف نور کو اوجھل کر دیا اور وہ حق اور سچ جو سب جگہ اور ہر ایک حال میں یکساں تھا اس کو نسل، جغرافیہ یا رنگ و روپ کے گھروندوں میں بند کر کے اس کے حقیقی حُسن کو داغدار بلکہ مسخ کر دیا اور اس کا حُلیہ بگاڑ دیا۔ مثلاً:

اسرائیل (یعنی یعقوب علیہ السلام) کی اولاد نے (جن کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔) سچائی اور حق کو اپنی جاگیر بنا لیا۔ اس کی تمام برکتیں بنی اسرائیل کے لیے مخصوص کر دیں۔ "یہودا" حضرت یعقوب علیہ السلام کے کے بڑے لڑکے) کے نام پر یہودیت کا ایک ڈیزائن تیار کیا اور اسی کو سچائی کی کسوٹی اور نجات کا پروانہ قرار دیدیا۔

عیسائیوں نے ان کے مقابلہ میں کسی قدر وسعت نظر سے کام لیا سچائی کو خاندان کے گھروندے میں بند نہیں کیا مگر اپنے مذہب کا نام عیسائیت اور مسیحیت رکھ کر سچائی اور نجات کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ذات اور اُن کی شخصیت کے ساتھ اس طرح جوڑ دیا کہ اصول پرستی اور حق شناسی ختم ہو گئی یا ایک ضمنی اور ذیلی چیز بن کر رہ گئی اور لازمی طور پر دھڑے بندی اور فرقہ پرستی کا بیج انسانیت کی کھیتی میں بویا گیا۔

لیکن ان گروہ پرستیوں اور دھڑے بندیوں سے بلند ایک اور چیز بھی ہے جس کا نام " انسانیت" ہے جس کی تفسیر ہے اصول پسندی شرافت رحم و کرم عدل و انصاف اور اعلیٰ اخلاق کو جامۂ عمل پہنانا۔ جو ایسی بلند و بالا ذات کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ جو انسان اور انسانیت کا خالق اور پروردگار اور تمام کائنات کا رب اور مالک حقیقی ہے اس انسانیت کا فیصلہ ہے کہ انسان اپنے رب کے سامنے گردن جھکائے اس کی بڑائی کا سکہ دل اور دماغ پر جمائے۔ اس کے احسانات کو پہچانے اور شکر گزار بنے۔

یہ انسانیت رنگ نسل اور جغرافیہ کی حد بندی سے آزاد ہے، ہر ایک انسان میں مشترک ہے، وہ صرف اسی کو نظروں سے گراتی ہے جو اپنے آپ کو

انسانیت سے گرائے ، جو انسانیت کے
کے تقاضوں کو پامال کرے اور خود
اپنے ہاتھوں ذلیل ہو۔

یہ انسانیت مرد اور عورت کا صرف
وہی فرق قبول کرتی ہے جو قدرت نے
ان کی فطرت میں رکھ دیا ہے۔ یہ
فرق کمزوری اور نزاکت کا فرق ہے جو
لازمی طور پر صنفِ نازک (عورت) کو
رحم۔ مہربانی اور ناز برداری کا حق دار قرار
دیتا ہے۔ یہ فرق عورت کو ذلت خواری
یا انسانی زندگی کے کسی بھی شعبہ میں
پسماندگی کا مستحق نہیں بناتا۔

یہ انسانیت اس غرور سے نفرت
کرتی ہے جو دولت - سرمایہ یا حکومت
اور اقتدار کی وجہ سے پیدا ہو۔ وہ
ہر ایک دولت مند (پونجی پتی) اور ہر
ایک صاحب اقتدار سے مطالبہ کرتی ہے
کہ وہ اچھی طرح پہچان لے کہ اوّل اور
آخر انسان ہے، انسانی برادری کا ایک
فرد ہے۔ اس کے بعد وہ اس کا اعتراف
کرے کہ جو دولت اس کے ہاتھ میں
ہے یا اقتدار کی جس کرسی پر وہ رونق افروز
ہے۔ وہ محض قدرت کا احسان اور اس
کا انعام اور فضل و کرم ہے جس کی بنا پر
اس کا فرض ہے کہ وہ انسانوں کا ہمدرد
انسانیت کا خادم اور اپنے پیدا کرنے والے
کا احسان ماننے والا اور شکر ادا کرنے والا
بنے نہ یہ کہ وہ ظالم۔ جابر۔ خود غرض۔ ذخیرہ
اندوز۔ لالچی اور بخیل ہو اور دولت کی
تجوریوں پر اژدھا کی طرح منڈلی مار کر
بیٹھ جائے۔

اس انسانیت کا تقاضا ہے کہ وہ
اپنوں - پرایوں - رشتہ داروں پڑوسیوں۔ محلہ
والوں اور اہل شہر کا حق پہچانے اور
ادر جس کا جو حق ہو اس کو ادا کرنے کے
لیے ہمیشہ مستعد اور سرگرم رہے۔

اس انسانیت کا تقاضا ہے کہ وہ چاند
سورج - آسمان - زمین - انسان - حیوان -
غرض دنیا کے اس کارخانہ کو بیکار اور عبث
نہ سمجھے۔ خود اپنے نفس کو آزاد منہ چھٹ
اور بے لگام نہ قرار دے۔ بلکہ یہ یقین کرے
کہ اس کا ہر ایک فعل و عمل اور ہر ایک قول
ایک تخم ہے اور جس طرح گندم سے گندم
اور جَو کے بیج سے جَو ہی پیدا ہوتا ہے
اسی طرح اس کے عمل کا وہ نتیجہ لازمی
طور پر رونما ہوگا جو قدرت نے اس عمل
کے لیے مخصوص کر دیا ہے جو خود اس پر
اور اس کے انجام اور مستقبل پر اثر ڈالے گا

پس تقاضاء انسانیت یہ ہے کہ انسان
اپنے ہر ایک عمل اور اس کے نتیجہ پر
نظر رکھے اور کسی وقت بھی پاداش عمل
سے غافل نہ ہو۔

انسانیت کی یہ وہ تفسیر ہے جس سے دنیا
کا کوئی مہذب اور سنجیدہ انسان انکار نہیں
کر سکتا۔ آپ یقین فرمایئے، اسی انسانیت
کا دوسرا نام "اسلام" ہے جو انسانیت کے
تقاضے ہیں وہی اسلام کے فرائض ہیں۔

یہ انسانیت جن باتوں اور جن خصلتوں
کا مطالبہ کرتی ہے وہی بعینہٖ اسلام کے
مطالبات ہیں۔ انسانیت کے تقاضے آپ
پہلے پڑھ چکے ہیں۔ اب اسلام کے
مطالبات ملاحظہ فرمایئے۔

مطالبات اسلام

اسلام کا پہلا مطالبہ یہ
ہے کہ انسان اس ہستی
کا اعتراف اور اقرار کرے جس نے اس
پورے عالم کا وہ قانون بنایا جس کو قانونِ
قدرت اور فطرت یا نیچر کہا جاتا ہے۔

(۲) پھر اگر آپ قانونِ قدرت میں
"اصولِ ارتقاء" کو تسلیم کرتے ہیں تو آپ
کا اخلاقی اور انسانی فرض ہے کہ آپ
یہ بھی مانیں اور تسلیم کریں کہ خود آپ
کا عمل اور کردار بھی قانونِ ارتقاء سے
آزاد نہیں ہے اچھا کردار ترقی کر کے
جنت اور سورگ کی نعمتوں کی شکل اختیار
کرے گا اور برا عمل اور کردار قدرتی ارتقاء
کے ساتھ نرک اور دوزخ کی مصیبت بن
جائے گا۔

(۳) اسلام اس ہستی کا جو خالق کائنات
ہے۔ اس طرح تعارف کراتا ہے کہ وہ
رب العالمین اور ارحم الراحمین ہے کائنات
کے تمام طبقوں کا پیدا کرنے والا پالنے
اور پوسنے والا۔ تمام مہربانوں میں سب سے
زیادہ مہربان تمام رحم کرنے والوں میں
سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

یعنی انسان اور اس کے خالق اور
مالک کا باہمی رشتہ محبت اور رحم و کرم
کا رشتہ ہے۔ وہ پروردگار ہے اور یہ پروردہ
وہ پالنے والا ہے اور ایسا لاڈلا کہ جب
اس کا وجود ایک جرثومہ (کیڑے) کی شکل
میں نہایت مہین تھا۔ جو ایک ایسی وہمی
سی چیز تھا۔ جس کا نظر آنا بھی مشکل تھا
تب ہی سے اس کی پرورش شروع ہوئی
اسی وقت سے مناسب غذا فراہم کی گئی۔
اس کی ضروریات کی ذمہ داری لی گئی اور اس
محبت، شفقت، دانش مندی اور ایسی بینظیر
. . . .
ہنر مندی
کے ساتھ کہ ممکن نہیں ہے کہ عالم وجود
میں اس کی کوئی نظیر کہیں مل سکے۔ اس
کی ایک مثال یہ ہے کہ جیسے ہی اس
کی ولادت ہوئی مناسب غذا کا انتظام
اس طرح کر دیا گیا کہ کسی بھی زحمت اور
محنت کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

دیکھیے۔ ماں کی مامتا بے چین ہو کر
بڑی محبت سے اس ننھے سے بچّے کو
چھاتی سے لگاتی تھی اس محبت اور پیار
کے وقت جہاں اس کا منہ رہتا تھا ٹھیک
اسی مقام پر قدرت نے دودھ کے دونے
بھر کر رکھ دیئے تھے۔ یہ ننھا منا بچّہ کچھ
نہیں جانتا تھا۔ کسی چیز کی اس کو خبر نہیں
تھی مگر قدرت نے اس کی پیدائش کے ساتھ
ہی یہ سکھا دیا تھا کہ کس طرح ماں کے دودھ
کو منہ میں لے کر اور کس طرح اس کو چوس
کر دودھ نکالے اور پیٹ میں پہنچائے جہاں
وہ خود کار مشین کام کر رہی ہے جو اس
دودھ کو چھان کر صاف کر کے پکاتی ہے
جس کی اسٹیم جان کا کام دیتی ہے اور
جس کے مدبّر اور صاف کردہ اجزاء تن
بدن کا جزء بن جاتے ہیں۔

(۴) ہمیں اس بحث کی ضرورت نہیں
ہے کہ انسان کی پیدائش کس طرح ہوئی
وہ پہلے سے انسان تھا یا بندر سے انسان
بنا۔ اسلام جو تصور پیش کرتا ہے اور
جس عقیدہ کی تعلیم دیتا ہے وہ یہ ہے
کہ رنگ و نسل کے جملہ امتیازات اور
جغرافیہ کی تمام حد بندیوں سے بالا تر ہو کر
یہ تسلیم کرو کہ تمام انسان ایک ماں باپ کی
اولاد ہیں (قرآن حکیم آیت ۱۳ سورۃ حجرات)
ان کا آپس میں ایک ہی رشتہ ہو سکتا ہے
یعنی اخوت - بھائی چارہ اور مساوات -

(۵) دنیا کے دانشوروں نے انسان
کی تفسیر یہ کی تھی کہ وہ "حیوانِ ناطق" ہے
یعنی تمام حیوانات اور جانداروں کی طرح
وہ بھی ایک جاندار ہے جس کی خصوصیت
صرف یہ ہے اس میں تحقیق و تفتیش اور
ریسرچ کی قوت بھی ہے جو اور حیوانات
میں نہیں ہے۔ اسلام اس تعریف کو
انسان اور انسانیت کے لیے عار سمجھتا
ہے۔ وہ یہ توہین گوارا نہیں کرتا کہ انسان
کو بھی شیر بھیڑیئے یا اونٹ اور ہاتھی کی
طرح ایک جانور کہا جائے۔ وہ کہتا ہے

کہ "انسان" بہت اونچی حقیقت ہے۔
(الف) ایسی اونچی حقیقت جو بحروبر صحراء اور سمندر خشکی اور تری کی تمام مخلوق سے زیادہ باعزت اور واجب الاحترام ہے (آیت ۷۰ سورہ ۱۷ (بنی اسرائیل)
(ب) ایسی اونچی حقیقت کہ نہ صرف بحروبر بلکہ پوری فضا اور فضاء سے اوپر بھی کوئی مخلوق ہے تو اس سب پر اس کو اقتدار بخشا گیا ہے وہ جس کو چاہے مسخر کر سکتا ہے۔ جس کو چاہے اپنے کام میں لا سکتا ہے۔ (آیت ۱۳۔ سورہ نمبر۴۵ (جاثیہ) آیت ۲۰ سورہ ۳۱ (لقمان)
(ج) ایسی اونچی حقیقت کہ وہ خلیفۃ اللہ فی الارض ہے۔ یعنی اس تمام کائنات کے خالق اور مالک نے اس کو اس تمام مخلوق پر جس کا تعلق زمین کی دنیا سے ہے اپنا نائب بنایا ہے اور اس کو تمام مخلوق پر مالکانہ تصرف کا اختیار دیا ہے (آیت ۳۰ سورہ ۲ (بقرہ) آیت ۲۰ سورہ ۳۱ لقمان
(د) ایسی اونچی حقیقت جس سے بلند صرف خالق کائنات اور پیدا کرنے والے کی ذات ہے لہذا۔ تقاضاء فطرت ہے کہ وہ صرف اسی ایک ذات کا بندہ ہے، اسی کا پرستار ہے اس کے علاوہ اگر کسی اور کی پرستش کرتا رہے تو وہ خود اپنی توہین کرتا ہے کہ اپنی عظمت اور بڑائی کو ذلت کے گڑھے میں ڈال لیتا ہے۔ (آیت ۳۱ سورہ ۲۲ (حج)
(۵) عورت بھی انسان ہی ہے وہ بھی اسی عظمت کی مستحق ہے مرد اور عورت میں فطرت نے ایک فرق رکھا ہے جس کی وجہ سے اس کو "صنف نازک" کہا جاتا ہے۔ یعنی انسان کی وہ شاخ جو اپنی فطرت میں کمزوری کی بناء پر اس کو حقیر اور ذلیل نہیں کہا جا سکتا بلکہ مرد پر لازم کیا جائے گا اس کی حفاظت کرے۔ اس کی ضروریات کا ذمہ دار بنے (آیت ۳۴ سورہ ۴ (النساء)
اس کمزوری کی بنا پر وہ مستحق نفرت نہیں بلکہ مستحق شفقت، مستحق رحم، دلداری اور ایسی رفاقت کی مستحق ہے کہ آپ اس کی پوشاک ہوں اور وہ آپ کی پوشاک ہو (آیت ۱۸۷ سورہ ۲ (البقرہ)
وہ اگر ناپسند ہو تب بھی اس کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے۔
(آیت ۱۹ سورہ ۲ (البقرہ)
اس کمزوری کی بنا پر وہ کسی حق سے محروم نہیں کی جا سکتی بلکہ اس کے بھی اسی طرح حق ہیں جس طرح مردوں کے حق عورتوں پر ہیں۔ (آیت ۲۲۸ سورہ (بقرہ)
(۶) اسلام، رحم و کرم کا ایک وسیع تصوّر پیش کرتا ہے اور صرف انسانوں پر ہی نہیں بلکہ ہر جاندار پر رحم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس کا اصرار ہے کہ اگر تم اپنے لیے قدرت کی رحیمانہ نوازشوں کو ضروری سمجھتے ہو تو اس کا گُر یہ ہے کہ تم رحمت کی بارش دوسروں پر برساؤ تم خلق خدا کے لیے پیکرِ رحمت بن جاؤ معاف کرو، درگزر کرو۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا تم کو معاف کر دے۔ (آیت ۲۲ سورہ ۲۴ (النور)
اِرْحَمُوا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (حدیث صحیح)
زمین والوں پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کریگا (حدیث شریف)
(۷) اسلام نے بار بار اعلان کیا ہے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو اس کا امتحان یہ ہے کہ تم خلق خدا سے محبت کرو اس کے لیے اپنی ہمدردی کا دامن پھیلاؤ۔ اور یہ سمجھو کہ یہ تمام مخلوق جو تمہارے سامنے ہے اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اس کا پریوار اور کنبہ ہے۔
احب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ (مشکوٰۃ)
اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب (اور پیارا) وہ ہے جو اس کے کنبے (پریوار) پر احسان کرتا ہے۔ (حدیث شریف)
(۸) اسلام نے ذات برادری کے امتیاز پر کاری ضرب لگائی۔ اس نے بڑے زور سے اور پوری مضبوطی سے اعلان کیا کہ تمہیں اس پر ہرگز غرور اور گھمنڈ نہ کرنا چاہیئے کہ علماء فضلاء یا نبی اور رسول تمہاری سرزمین ہی میں آئے ہیں۔ دنیا کی کوئی امت ایسی نہیں ہے جس میں نیک اور پاکباز، انسانیت کے سچے خادم اور خدا کے مقبول بندے نہ گزرے ہوں۔ ہر ایک امت (انسانی گروہ۔ قوم) میں نبی گزرے ہیں۔ (آیت ۲۴ سورہ ۳۵ (فاطر)
ہر ایک قوم کے لیے ہادی اور رہنما ہوئے ہیں (آیت ۷، سورہ ۱۳ (رعد)
(۹) یہ تمام پاکباز۔ خادم انسانیت سچائی کے ماننے والے اور پھیلانے والے واجب الاحترام ہیں۔ ان سب کو مانو ان سب پر ایمان لاؤ۔ جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے ہو۔ اسلام قطعاً برداشت نہیں کرتا کہ خدا کے سچے بندوں کی توہین ہو اسلام اس کو کفر قرار دیتا ہے۔ (آیت ۱۵۰-۱۵۲۔ سورہ ۴ (النساء)
(۱۰) اسلام کا حکم ہے کہ تمام برگزیدہ اور مقبول بندوں کے احترام کے لیے سینوں کے دروازے کھول دو تاکہ انسانیت کی عظمت دلوں میں جگہ کر لے۔ محبت اور بھائی چارہ کا رشتہ ساری دنیا میں پھیلے اور مضبوط ہو ہمہ گیر عالمی امن کی فضا جنم لے۔ بڑھے اور پھلے پھولے بھائی چارہ کے باغ میں بہار آئے۔ (آیت ۲۸۵ سورہ ۲ البقرہ
(۱۱) اگر تاریخی افسانے کسی رہنما کی صورت بگاڑ کر پیش کرتے ہیں۔ لیکن ہزاروں لاکھوں انسان اس رہنما کا احترام کر رہے ہیں تب بھی تمہارا فرض ہے کہ احترام کرنے والوں کے جذبات کا احترام کرو آئینہ تاریخ کے مقابلے میں ان جذبات کے آب گینے بہت زیادہ قابلِ وقعت ہیں کوئی ایسا لفظ زبان سے ادا نہ کرو جس سے ان کو ٹھیس لگے۔ (آیت ۱۰۸ سورہ ۶ (الانعام)
(باقی آئندہ)

درسِ قرآن
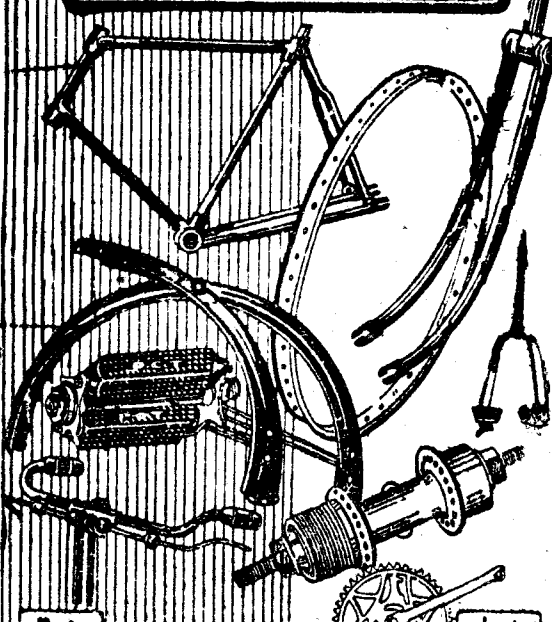
مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی

(۵)

آگے فرمایا۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ط اے میرے جبیبؐ! جو کچھ آپ پر ابھی پڑھا جانے والا ہے تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ط یہ آئیں ہیں کتاب مجید کی، ان کو جغرافیہ نہ سمجھنا، علم الافلاک نہ سمجھنا، فلسفہ نہ سمجھنا اور ریاضی نہ سمجھنا کہ بادلوں کی بات ہو رہی ہے یا زرعی بات نہ سمجھنا، تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ط یہ تو آئتیں ہیں کتاب مجید کی۔

اور کتاب مجید ہیں کیا ہے؟ وَالَّذِىْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ ـــــ وَالَّذِىْٓ، اور وہ ساری حقیقت، وہ ساری بات، وہ سارا الہام جو نازل کیا گیا آپؐ کی طرف مِنْ رَّبِّكَ، آپؐ کے رب کے ہاں سے۔ اَلْحَقُّ ــ وہ بالکل صحیح ہے۔ یہاں پر کیا فرمایا۔ وَالَّذِىْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ، کتنا لمبا لفظ ہے، یہ نہیں فرمایا۔ وَالْقُرْاٰنُ حَقٌّ ــ بھائی! یوں بھی اللہ تعالےٰ فرما سکتے تھے۔ وَالْقُرْاٰنُ حَقٌّ ــ قرآن حق ہے۔ ٹھیک ہے۔ نہیں، یہاں کچھ اور فرمانا چاہتے ہیں۔ وَالَّذِىْٓ، اور وہ ساری حقیقت' اُنْزِلَ اِلَيْكَ، جو آپؐ کی طرف نازل کی گئی۔ خواہ وہ قرآن کی شکل میں ہے، خواہ وہ حدیث کی شکل میں ہے جو آپؐ کی طرف نازل کیا گیا ہے، مِنْ رَّبِّكَ، آپؐ کے رب کی طرف سے، اَلْحَقُّ، وہ بالکل صحیح ہے۔ جس طرح قرآن کا ماننا ضروری ہے، حدیث کا ماننا بھی ضروری ہے، قرآن متن ہے، حدیث اس کی شرح ہے، قرآن کو اگر مانے، حدیث کو نہ مانے، قرآن مان ہی نہیں سکتا۔ قرآن تب مانا جا سکتا ہے کہ حدیث کو مانا جائے۔ حدیث نطق ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ حدیث شرح ہے قرآن مجید کی۔ قرآن کو مانے گا، تو حدیث کو بھی مانے گا۔ قرآن کو نہیں مانے گا، حدیث کو بھی نہیں مانے گا۔ اور میں پھر عرض کر دوں۔ حدیثیں ویسے ہی نہیں آئی ہیں کہ بیٹھے بیٹھے سگریٹ کا کش لگایا، ایک حدیث لکھ دی۔ یہ نہیں ہے۔ حدیثیں جمع کرنے کے لئے علوم اکٹھے کئے گئے اور صحابہ کے دور ہی میں حدیثوں کے لئے باقاعدہ قانون بنائے گئے۔

صحیح حدیث میں آتا ہے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلایا ایک دن۔ میں گیا میں نے تین دفعہ باہر سلام کہا۔ حکم ہے کہ جب کسی کے گھر میں جاؤ تو اجازت مانگ کر اندر جاؤ۔ اپنے گھر آؤ، تب بھی کھانسی وغیرہ کر کے آؤ۔ ہم چق اٹھا لیتے ہیں۔ اجازت ہے جی؟۔ اندر چلا گیا جب، پھر تو اجازت ہی ہے۔ چق اٹھا کے اجازت نہیں پوچھنی چاہئے۔ پہلے پوچھو۔ یہ جو کارڈ وغیرہ بنے ہوئے ہیں، یہ اسی طرح ہیں۔ پہلے اجازت مانگو، کوئی بھی ہو، کسے باشد۔ کسی سے ملنے کے لئے جانا ہے تو پہلے جا کر آواز دو' اور آواز کیا ہے؟ السّلام علیکم۔ قرآن میں فرمایا کہ تم پہلے استیناس کرو، استیذان کرو۔

حضرت ابو موسیٰؓ تشریف لائے حضرت عمر فاروقؓ کے ہاں۔ باہر آ کر تین دفعہ کہا السّلام علیکم۔ اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ شاید آپؓ دور ہوں گے یا نہ سُنا ہوگا۔ ابو موسیٰ اشعریؓ واپس چلے آئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے پھر بلا بھیجا۔ جب بات چیت ہوئی تو فرمایا، تجھے میں نے پہلے بھی طلب کیا تھا، تو نہیں آیا۔ عرض کی ــ حضرت! میں تو حاضر ہوا تھا، تین دفعہ میں نے سلام کہا۔ اندر سے کوئی جواب نہیں آیا۔ تو میں واپس چلا گیا اور کیوں گیا؟ دلیل بیان کی۔ اسلئے کہ میں نے خود سنا ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب تم کسی کے ہاں جاؤ اور تین دفعہ استیذان کرو۔ اندر سے جواب نہ آئے تو واپس چلے آیا کرو ـــ اس لئے چوتھی مرتبہ انتظار میں نے نہیں کیا۔

اب کیا بات بنتی ہے؟ سنیں، جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں "تیرے پاس کوئی اس بات پر شہادت ہے؟" ـــ یہ ویسے ہی نہیں حدیثیں بن گئیں، الزام لگاتے ہیں یہ لوگ، یہودیوں کی نقالی کرتے ہیں یہ لوگ۔ یہودیوں نے طعنہ دیا صحابہؓ کو کہ تم ہر بات لکھتے ہو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی۔ حدیث ترمذی میں موجود ہے، آپؐ کے سامنے بات پیش کی گئی تو آپؐ فرماتے ہیں "لکھا کرو، جو میرے منہ سے نکلے لکھا کرو۔ وَاللّٰهِ مَا خَرَجَ مِنِّىْٓ اِلَّا حَقٌّ۔ مجھے خدا کی قسم ہے میرے منہ سے وہی بات نکلتی ہے جو حق ہوتا ہے" ـــ حکم فرمایا۔

تو حضرت موسیٰؓ سے پوچھتے ہیں عمر فاروقؓ "تیرے پاس کوئی گواہ ہے اس بات پر کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یوں کہا؟ میں تو خلیفۃ المسلمین ہوں، میں تو قانون بناتا ہوں، بنا" ـ اُسی وقت آپؓ اٹھتے ہیں۔ کہتے ہیں "ہاں، بیّنہ ہے، ہم بہت سے صحابہ تھے۔ (ہو سکتا ہے عمر فاروقؓ کو بھی پتہ ہو لیکن وہ تحقیق کرنا چاہتے تھے تاکہ حدیث کے لئے کوئی ویسے بات نہ رکھ دے ـ صحابہؓ کا زمانہ ہے۔ یہ غلط ہے کہ بعد میں حدیثیں جمع کی گئیں، کون کہتا ہے کہ بعد میں جمع ہوئی حدیثیں؟ صحابہؓ نے جمع نہیں کیں؟ ان کو عشق نہیں تھا؟ مجھے عشق ہے!! یعنی صحابہؓ تو عاشق رسولؐ نہیں تھے اور چودہ سو سال کے بعد ہم عاشق بن گئے ـــ ہم جمع کر رہے ہیں، انہوں نے چھوڑ دیا ـــ غلط ہے ـــ صحابہؓ نے

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک ایک ادا کو جمع کیا۔ صحابہؓ نے حضورؐ کے قیام کو جمع کیا، قعود کو جمع کیا، حضورؐ کی ہنسی کو جمع کیا، حضورؐ کے دانت گن کر بتائے۔ تم کیا سمجھتے ہو صحابہؓ کو الزام دینے والو؟ وہ عاشق تھے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔ وہ اپنے محبوبؐ کی ادا پر جانیں دینے والے تھے۔ انہوں نے حضورؐ کی داڑھی مبارک کے بال گن کر بتائے ہیں، شمائل ترمذی پڑھو، کہ حضورؐ کی داڑھی میں سفید بال کتنے تھے؟ اور پھر سفید بالوں پر بحث کی ہے، سفید بال جو تھے وہ سرخ رنگ کے تھے یا سفید تھے؟ پھر سرخ کیوں بن گئے تھے؟ حضورؐ مہندی لگاتے تھے یا ویسے سرخ بن گئے تھے؟ صحابہؓ تو اس حد تک تحقیق کرتے ہیں امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عشق اور محبت کی ـــ اور آج گستاخ ان پر اعتراض کرتے ہیں؟

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ "گواہ پیش کر"۔ ابو موسیٰؓ جاتے ہیں دوڑتے دوڑتے، کہتے ہیں "گواہ ہے جی" ـــ گئے ابو سعید خدریؓ کے پاس۔ وہ جو راویٔ حدیث ہے۔ حاجی صاحبان دیکھ کر آئے ہیں۔ مدینہ منورہ جنت البقیع کے باہر، دیوار کے باہر قبر ہے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ اور وہ آج بھی مدینہ میں "راویٔ حدیث" کے نام سے مشہور ہیں۔ اللہ کبھی شوق دے تو مدینہ میں تشریف لے جائیں آپ اور وہاں جا کر کسی چھوٹے سے بچے سے پوچھیں، کسی مزدور سے پوچھیں، کسی قلی سے پوچھیں، کسی عورت سے پوچھیں (بوڑھی عورت سے، جوان سے نہ پوچھنا، مبادا کہیں گپ لگا دو کر قاضی صاحب نے کہا ہے۔ جوان عورتوں کے ساتھ گپیں لمبی لگانا گناہ ہے، سلام کلام ٹھیک نہیں ہوتا۔ اچھا۔ حضرت مدنیؒ فرمایا کرتے تھے لِکُلِّ سَاقِطَۃٍ لَاقِطَۃٌ ـــ بچیوں سے بھی میں یہی عرض کرتا ہوں بلا ضرورت لمبے سلام کلام نہیں کرنے چاہئیں) ـــ تو پوچھو کسی سے "جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیث کے راوی ہیں، ان کی قبر کہاں ہے؟ وہ چھوٹا بچہ بھی آپ کو ابو سعید خدری کی قبر پر لے جائے گا۔ ابو سعید خدری راویٔ حدیث مشہور ہیں۔

تو ابو موسیٰؓ پہنچے ان کے پاس، کہ بھائی! یہ قصہ بن گیا، عمرؓ تو چھوڑنے والا نہیں ہے، کہیں مجھ پر سزا نہ جاری کر دے چل میرے ساتھ تو نے سنا ہے؟ انہوں نے کہا ـــ ہاں جی! میں نے بھی سنا ہے، اور میں نے کتنی مرتبہ سنا ہے، میں بھی چلتا ہوں آپ کے ساتھ۔"

تو ابو سعیدؓ حاضر خدمت ہوتے ہیں عمر فاروقؓ کے پاس اور انہی الفاظ کو دوہراتے ہیں "اے عمرؓ! اے خلیفۃ المسلمین! اے پاسبانِ ملتِ اسلامیہ! اے محمد رسول اللہ کے جاں نثار! میں نے بھی وہی باتیں سنی ہیں، جو ابو موسیٰؓ نے سنی ہیں، یہ حدیث میں نے بھی سنی ہے جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ـــــ تو تب جا کر ابو موسیٰؓ کی جان چھوٹی کہ ہاں ٹھیک ہے گواہی مل گئی۔

دو گواہوں پر آپ فیصلہ کرتے ہیں کہ نہیں کرتے؟ اگر دو گواہ کسی جج کے سامنے گواہی دے جائیں کہ "اس آدمی نے ہمارے سامنے دس لاکھ روپیہ لیا ہے اس سے جج فیصلہ کریگا کہ نہیں کرے گا؟ دو کو تم قانونی طور پر جھوٹا نہیں کہہ سکتے۔ حدیثوں کے معاملے میں تم کیوں کہتے ہو کہ وہ جھوٹ کہہ سکتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)

وہ صحابہ؟ وہ عادل؟ جن کے دامنوں پر فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ وہ عثمانؓ، جن کے متعلق امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں "اے عثمان! تجھ سے فرشتے بھی شرماتے ہیں" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے متعلق ہم یہ باتیں کریں؟ اللہ مجھے آپ کو بے ادبی سے بچاتے۔

تو میں بات یہ عرض کر رہا تھا وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ ـــ اور وہ ساری ہدایت جو آپؐ کی طرف نازل کی گئی آپ کے رب کے ہاں سے، اَلْحَقُّ، وہ بالکل صحیح ہے۔ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ـ لیکن بہت سے لوگ یقین نہیں رکھتے۔

اب جو یقین نہ رکھے اس کا کیا علاج ہے؟ اکثر لوگ یقین نہیں رکھتے۔ اس لئے ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا کام یہ ہے فَذَکِّرْ نفط اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ ہ (الغاشیہ ۲۱) وَ ذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ہ (الذاریت ۵۵) اے علماء، اے صلحاء! اے میرے عام مسلمان بھائیو! میں آپ سے یہی درخواست کرتا ہوں، (بہنوں سے بھی) کہ آپ اللہ کے نام کی منادی کرتے رہا کریں، جس کے نصیب میں ہدایت ہے وہ ہدایت پا جائے گا، جس کے نصیب میں ایمان ہے وہ ایمان لے آئے گا۔ ورنہ آپ کو تو فائدہ مل جائے گا کہ آپ نے اس مشن کو ادا کیا جو مشن ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ــــ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ: اسلام کے اقتصادی مسائل

پوری ہوں؟ اسلام ان معذور افراد کی ضروریات پوری کرنے کے لئے واضح احکام دیتا ہے۔ اسلام ان معذور افراد کو کارکن لوگوں کی دولت میں شریک کرتا ہے۔ چنانچہ زکوٰۃ، صدقات، عشر، فراغ، فَی اور غنیمت وغیرہ اداروں کے ذریعے ان معذور لوگوں کی دستگیری کی جاتی ہے کیونکہ یہ لوگ بھی معاشرے کا جزو ہیں انسان ہونے کے ناطے دوسرے انسانوں پر ان کے حقوق ہیں ـــــ اسلام فطری نظامِ حیات ہے وہ ان لوگوں کو ختم نہیں کرتا۔ بلکہ ان کی زندگی کے مصائب و آلام کو سکون و راحت سے بدلتا ہے۔ اگر وہ پیدائش دولت کے کام میں شریک نہیں تو کیا ہوا؟ پیدائش دولت تو انسان کی زندگی کا مقصد نہیں لہٰذا ان کی عدم شرکت کوئی جرم نہیں۔ معاشرے کے دوسرے افراد کی ذمہ داری ہے کہ ان کی ضروریات پوری کریں۔ (باقی آئندہ)

اسلام کے اقتصادی مسائل

تحریر: شکور طاہر، ایم۔ اے۔

(قسط نمبر ۹)
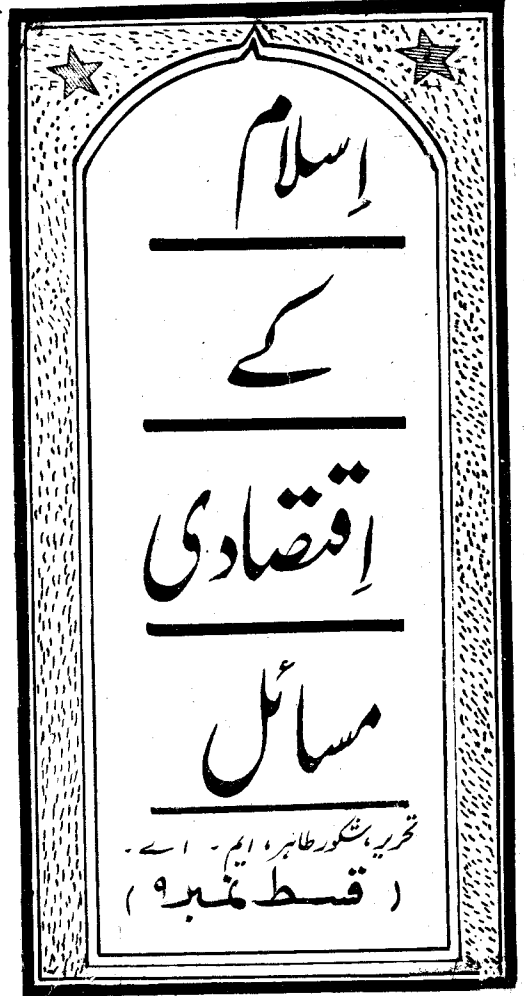
۱۱۔ منافع کا محرک

اسلام نے کاروبار میں منافع کمانے کی اجازت دی ہے کیونکہ اس کے بغیر تو اقتصادی نظام چل ہی نہیں سکتا لیکن منافع کمانے میں ناجائز یا گھٹیا ذرائع کے استعمال کی اجازت نہیں دی۔

"تمام پیداواری تنظیموں، تمام اقتصادی مساعی اور تمام لین دین اور قرض و صدقات، اجتماعی کفالت اور وراثت کا نظام، سب کے سب اسلام میں بین الانسانی تعاون کے مظہر ہیں۔ اس اصول کی بنا پر اسلام میں کاروبار کی وہ تمام صورتیں ممنوع ہیں جن میں جبر و اکراہ اور مکر و فریب پایا جائے۔ جو وجۂ فساد و نزاع بنیں اور جو فریقین کی حقیقی رضامندی یا آزاد مرضی پر مبنی نہ ہوں۔"

(جناب نعیم صدیقی۔ تیسرا راستہ، چراغ راہ سوشلزم نمبر)

اقتصادیات کی زبان میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اسلام نے نفع کا محرک تو پیش کر دیا ہے لیکن اسے حدود و قیود کا پابند بھی کیا ہے۔

۱۲۔ بغیر محنت کی کمائی یا غیر کسبی آمدنی

اسلام بغیر محنت کی کمائی کو پسند نہیں کرتا

اسلام کا نظریہ ہے کہ ذرائع پیداوار ہر شخص کے لئے کھلے ہیں۔ ہر شخص کو چاہئے کہ ہاتھ پاؤں ہلائے اور ان سے استفادہ کرے۔ اسے چاہئے کہ صرف قادرِ مطلق سے مانگے اور کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کرے۔ سوائے خدا کے کون ہے جو انسان کی حاجتیں پوری کر سکے اور اس کا روزی رساں بن سکے۔

اسلام نے انسان کو انسان کی غلامی سے نکال کر شرفِ انسانیت سے سرفراز کیا ہے اسے تلقین کی ہے کہ وہ اپنی حیثیت کو پہچانے اور اس بلندی سے گرنے کی کوشش نہ کرے ہادیٔ برحق کا ارشاد کئی جگہ منقول ہے کہ "اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے"۔ اور پھر وہ مشہور حدیث کہ "قیامت کے روز سوال کرنے والے کے منہ پر گوشت نہیں ہوگا" اسی بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سوال کرنا خدا اور اس کے رسولؐ کے نزدیک ناپسندیدہ فعل ہے اور یہ کہ

خدا کے پاک بندوں کو، حکومت میں غلامی میں
زرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغناء

بغیر محنت کی کمائی یا غیر کسبی آمدنی کی ایک مثال وہ بڑے بڑے زمیندار اور جاگیردار ہیں جنہیں حالات (حکومت کی سرپرستی سے یا قوم فروشی کے عوض ملنے والی جاگیروں کی وجہ سے) یا اتفاقات (بڑے جاگیردار کے ہاں پیدا ہو جانے سے) ہزاروں ایکڑ اراضی کے مالک بنا دیتے ہیں۔ ان کی جاگیریں اتنی لمبی چوڑی ہوتی ہیں کہ خود انہیں پتہ نہیں ہوتا کہ کس کس قطعۂ اراضی پر ان کی ملکیت ہے۔ ہزاروں مفلوک الحال کسان ان کی زمینوں پر کام کرتے ہیں۔ پانی کی جگہ اپنے پسینے سے ان زمینوں کو سیراب کرتے ہیں اور جب یہ زمین سونا اگلتی ہے تو یہ سونا زمیندار یا جاگیردار کی عیاشی میں کام آتا ہے۔

اسلام ایسے غاصب زمینداروں ABSNTTEE LANDLORDS کی اس غیر کسبی آمدنی اور بغیر محنت کی کمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ اسلام کا اصول ہے کہ:۔

"لوگو! زمین اللہ کی ہے اسے کاہے کو بانٹتے پھرتے ہو۔ جتنی زمین پہ ہل چلا سکتے ہو۔ اتنی ہی اپنے پاس رکھو۔" (مسند کبیر)

یہی وجہ تھی کہ سیدنا فاروق اعظمؓ نے حضرت بلالؓ سے وہ قطعۂ اراضی واپس لے لیا تھا جو انہیں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا لیکن حضرت بلالؓ جسے زیر کاشت نہ لا سکے تھے۔ فقہاء نے اسی اصول کو مدِّنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ جو زمین تین سال سے غیر مزروعہ ہے اس پر جو بھی ہل چلائے گا زمین کا مالک قرار پائے گا۔

غیر کسبی آمدنی کی سب سے بڑی مثال سود اور سرمائے دار کا وجود ہے سرمایہ دار محض سرمائے کے بل بوتے پر آجر سے سود وصول کرتا ہے، اسے کسی بھی نقصان کا خدشہ نہیں ہوتا۔ ہر مہینے یا ہر سال ایک لگی بندھی رقم اسے وصول ہو جاتی ہے۔ آجر بیچارے کو نفع ہو یا نقصان اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اسلام سود اور سود خور سرمائےدار کا سب سے بڑا دشمن ہے اور اس نے ان دونوں اداروں کو نیست و نابود کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔

۱۳۔ دولت کی تقسیم

اسلام دولت کی تقسیم کے وقت صرف تین عوامل کو پیشِ نظر رکھتا ہے:۔

۱۔ **آجر**: وہ شخص جو کاروبار کا نظم و نسق چلائے اور نفع و نقصان کا خطرہ مول لے۔

۲۔ **زمین**: زمین، مشین، دُکان یا وہ چیز جسے شکل بدلے بغیر عمل پیدائش میں استعمال کیا جا سکتا ہو۔

۳۔ **محنت**: مزدور جو جسمانی یا دماغی طور پر محنت کریں۔

آجر کو منافع، زمین کو کرایہ اور محنت کو اجرت ملتی ہے ـــــ اسلام ہر شخص کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کو کام میں لائے، دماغی یا جسمانی محنت کرے اور اپنی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن بے شمار لوگ قدرتی طور پر ایسے ہوتے ہیں جو محنت سے معذور ہوتے ہیں آخر ان لوگوں کی ضروریات کیسے

باقی ۱۴

جامعہ مدنیہ لاہور کیلئے ایک قطعۂ زمین کی شدید ضرورت

مخیر حضرات سے امداد کی اپیل

قارئین کرام جانتے ہیں کہ جامعہ مدنیہ لاہور مُلک کی بہت بڑی دینی درسگاہ ہے۔ اس کے مہتمم و مؤسس حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب مدظلہٗ ہیں۔ جو علم و فضل اور تقویٰ و خلوص میں معروف ہیں۔ حضرت شیخ التفسیر کو آپ اور آپ کے جامعہ سے خصوصی تعلق رہا ہے۔ جامعہ مدنیہ آج جن اصول و ضوابط کے تحت چل رہا ہے وہ حضرت شیخ التفسیر کے ہی مرتب فرمودہ ہیں۔ حضرت رح تاحیات جامعہ کی سرپرستی فرماتے رہے، حضرت کے بعد حضرت کے جانشین حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ اس کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔

اِس سال ساڑھے چار سَو طلبہ نے جامعہ میں تعلیم پائی۔ اڑتیس خوش نصیب طلبہ نے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر اسنادِ فراغ بھی حاصل کیں، جامعہ کے مطبخ میں ایک سَو تیس افراد کا کھانا صبح و شام تیار رہوتا ہے ۲۸ چھوٹے بڑے افراد پر مشتمل عملہ مصروف کار ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عظیم دینی ادارہ میں سرمایہ کی بہت قلت ہے اس کے بہت سے عظیم منصوبے محض قلتِ سرمایہ کی بنا پر تشنۂ تکمیل ہیں۔ مثلاً درسگاہوں کی تعمیر، دار المطالعہ، ڈسپنسری اور دار الصنائع کا قیام، حال ہی میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ نے اس سلسلہ میں اپیل بھی فرمائی تھی جس میں اُس کی خاص تلقین فرمائی ہے کہ جامعہ کے لیے ماہانہ چندے مقرر کیے جائیں۔ اِس وقت جو گذارش کرنی ہے وہ یہ ہے کہ جامعہ کے ساتھ ہی کچھ زمین فروخت ہو رہی ہے جس کی جامعہ کو اشد ضرورت ہے اس کی قیمت نوّے ہزار ہوتی ہے اگر یہ زمین کسی اور کے ہاتھ فروخت ہو گئی تو جامعہ کے لیے یقیناً مشکلات پیدا ہوں گی۔ اس کے لیے حضرت درخواستی مدظلہٗ اور حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہٗ نے بھی اپیلیں کی ہیں۔ مخیر حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس قطعہ کی خریداری میں حصّہ لے کر ماجور ہوں اور اس مبارک ماہ ہی میں یہ کارِ خیر انجام دیا جائے خدا کرے علوم و فنون کا یہ سرچشمہ ہمیشہ جاری رہے۔ آمین

(الشفیع)

ترسیلِ زر کا پتہ
مہتمم جامعہ مدنیہ
کریم پارک لاہور

خدام الدین کا "قرآن نمبر"

خدام الدین — کا قرآن نمبر — کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ اس شمارہ کی تمام کاپیاں پہلے روز ہی فروخت ہو گئیں اور اب دفتر میں ریکارڈ کے لئے اس شمارہ کی کاپیاں درکار ہیں۔

اگر کسی کے پاس "قرآن نمبر" (۱۴ ر نومبر) کی کوئی کاپی زائد ہو تو براہِ کرم دفتر خدام الدین کے نام ارسال فرمائیں۔

نیز — خدام الدین کا کتابی سائز ایک "ضخیم قرآن کریم نمبر" مستقل طور پر شائع کرنے کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ — یہ تاریخی نمبر اپنی مثال آپ ہوگا۔ (ادارہ)

مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کلو یا ۳۷۹ ج ب رجسٹرڈ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے حسابات کے بارہ میں گورنمنٹ کے منظور شدہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کی

رائے

مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کلو یا ۳۷۹ ج ب رجسٹرڈ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے جملہ حسابات یکم جولائی ۱۹۶۸ء تا ۳۰ جون ۱۹۶۹ء ہم کو پیش کئے گئے مدرسہ کے رجسٹر، رسیدات آمد و خرچ اور دوسرے متعلقہ ریکارڈ کے مطابق حسابات چیک کئے گئے جو بالکل درست اور صحیح پائے گئے۔

دستخط سید محمد نسیم برائے نسیم اینڈ کمپنی
چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس دی مال لاہور

یہ مدرسہ دیہات میں ہونے کی وجہ سے معاونین سے بُری طرح محروم ہے۔ اپنے عطیات زکوٰۃ و عشر سے مدرسہ کی امداد کیجئے۔ (سید محمود جاوید حسن ترمذی مہتمم مدرسہ ہذا)

5365

المنہاج الواضح

یعنی راہِ سنت

• مجلد ایڈیشن ہشتم طبع ہو گئی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب مدظلہ نے بڑی تحقیق و عرق ریزی سے اہلسنت والجماعت کے دلائل کا معیار اور بدعت لغوی اور شرعی کا مفہوم اور محکم قرآن کریم، صحیح احادیث اور صدہا عبارات سے واضح کیا ہے اور تمام مشہور بدعات (میلاد، عرس، قبروں پر چراغاں کرنا، قبروں کو پختہ بنانا، قبر پر اذان کہنا، نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا، تیجہ، ساتواں، دسواں، چالیسواں وغیرہ وغیرہ) پر فرداً فرداً مفصّل بحث کی گئی ہے اور فریق مخالف کو مسقط اور مسکت جوابات دئے گئے ہیں اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اکابر دیوبند پکے حنفی اور سنی مسلمان ہیں ان کو وہابی کہنا سراسر بہتان اور سفید جھوٹ ہے۔ قیمت ۶/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ
ناظم ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ مغربی پاکستان

اعلان

ہمارے پاس ایک مستند تجربہ کار عالم دین ہیں ہر قسم کی دینی خدمات (تدریس، خطابت، امامت) کے لئے زندگی وقف کر رکھی ہے ضرورت مند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع فرمادیں۔

حضرت مولانا قاری محمد یوسف صاحب
مہتمم مدرسہ انوار القرآن محلہ سلطان چک لالہ روڈ راولپنڈی

۱۲۶۶

فولادی ★ **معدی**

جسم میں جتنا چاہیں خون بھر لیں۔ کمی خون ضعف جگر، ضعف معدہ اور طاقت کے لئے ایک بہترین ٹانک ہے۔

تبخیر معدہ، سوء مزاج معدہ قبض دائمی کے لئے ایک بہترین دوائی ہے۔

ہر اسٹاکسٹ سے طلب فرمائیں

دہلی دوا خانہ رجسٹرڈ بیرون لوہاری انار کلی لاہور

کتاب الحج

خانۂ کعبہ کی تعمیر، حجۃ الوداع کے موقع پر نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طریق ادائیگی فرائض حج، گھر سے لے کر اختتامِ حج تک تمام مناسک حج اُن کے ادا کرنے کے طریقے اور وہ دُعائیں جو اس موقع پر مختلف مقامات پر پڑھی جاتی ہیں۔ آخر میں مدینہ منورہ اور وہاں کی دُعائیں بھی شامل کر دی گئی ہیں،

فیروز سنز لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ پشاور۔ منگلا۔ حیدرآباد۔ کراچی
قیمت: ۴/۵۰

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔ (مینجر)

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوّت لاہور میں مجلس مذاکرہ

لاہور۔ مجلس تحفظ ختم نبوّت پاکستان کی طرف سے رمضان المبارک کے دوران ہر اتوار ۱۰ بجے صبح بمقام دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت سرکلر روڈ لاہور مجلس مذاکرہ منعقد کرنیکا پروگرام بنایا گیا ہے چنانچہ حسب فیصلہ آج دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں پہلی مجلس مذاکرہ زیر صدارت میاں سعید اقبال منعقد ہوئی جس میں مولانا ضیاء القاسمی، مولانا محمد شریف جالندھری اور جناب سید امین گیلانی نے خطاب کیا۔

مولانا ضیاء القاسمی نے مجلس تحفظ ختم نبوّت کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ملک بھر میں یہ واحد جماعت ہے جو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تبلیغ اسلام کے لئے جد و جہد کر رہی ہے اور یہی وہ جماعت ہے جسے امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی آخری یادگار کہا جا سکتا ہے

آئندہ مجلس مذاکرہ ۱۹ رمضان المبارک ۳۰ر نومبر بروز اتوار ۱۰ بجے صبح منعقد ہوگی جس میں مولانا سید محمد اشرف ہمدانی، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا مجاہد الحسینی سید امین گیلانی خطاب فرمائیں گے۔

خدام الدین لاہور
۲۸ نومبر ۱۹۶۹ء

جامعہ مدنیہ لاہور

بقلم الاستاذ العلام مولینا عبد المنان الدہلوی

جزاك ربك قد هيجت لي شجنا — يا من يلام وفيمن يخجل القمرا

اے ملامت گر! خدا تجھے جزا دے۔ تو نے (مجھے) چاند کو شرما دینے والے محبوب (مولانا سید حامد میاں مدظلہ) کے بارے میں ملامت کر کے میرے (دیرینہ) غم کو اُبھارا

يا للذي وقرار الروح مرتبط — بمن يحب حبيبا فاجتني ثمرا

میری روح کا قرار و لذت ایسی ذات ستودہ صفات (یعنی حضرت مولانا حامد میاں) سے وابستہ ہے جس کا تعلق ایسے شیخ وقت (یعنی حضرت مدنیؒ) سے ہے جس کی صحبت سے وہ خوب بہرہ ور ہوا

بذكر حامدنا الميمون طائره — بدء القصيدة من تشبيبها ندرا

خوش بخت (مولانا) حامد میاں کے ذکر سے قصیدے کا آغاز ہوا جس کی تشبیب ندرت لیے ہوئے ہے

سعى لخدمة دين الله منهمكا — في رفعه لينال الأجر مدخرا

اللہ کے دین کی خدمت و سربلندی کے لیے انہماک کے ساتھ کوشاں ہیں تاکہ (اللہ تعالیٰ کے یہاں) ذخیرہ شدہ اجر پا سکیں

بنى ووفقه الخيرات جامعة — مدنية يا لها صيتا وقد نشرا

خدا نے انھیں توفیق دی۔ انھوں نے جامعہ مدنیہ بنایا اور علوم پھیلائے۔ (اُن کا جامعہ مدنیہ) کیا ہی شہرت یافتہ مدرسہ ہے!

راقت بميزتها فاقت بحكمتها — على المدارس قد بينت مختصرا

(یہ جامعہ مدنیہ) اپنے فضائل میں خوش منظر ہے۔ اپنی حکمت و علم میں دیگر مدارس پر فوقیت رکھتا ہے۔ بس میں نے مختصر حال بتلا دیا

لله در ذوي فهم أساتذة — حازوا الولاية والطاعات والغررا

کیا ہی عمدہ اور سمجھدار اساتذہ ہیں (جامعہ کے)۔ جنھوں نے ولایت اور اطاعت حق اور پُرنور چہرے پائے ہیں

رئيسها مستشار الأمر مؤتمنا — مؤيدا من جناب القدس مؤتمرا

اس کے صدر مشوروں میں دیانتدار اطاعت گزار اور بارگاہ قدسی سے مؤید تھے

أحمد علي من خيار الناس مرتبة — ورفعة وذكاء عد معتبرا

(وہ حضرت مولانا) احمد علی تھے، جن کا مرتبہ لوگوں میں سب سے بہتر اور وہ بلندی فکر و ذکاوت میں معتبر و مسلم ہیں

وجدته كلفا بالبيت معتمرا — وبالمطاف طوافا قبل الحجرا

میں نے انھیں بیت اللہ کی محبت میں بے چین اور عمرے کرتے ہوئے پایا اور طواف کرنے میں انھیں مطاف سے محبت تھی۔ انھوں نے حجر اسود کے بار بار بوسے لیے

أمير قافلة تبقى مآثرها — إلى القيامة إحصاء ومستطرا

وہ ایسے قافلہ کے سالار تھے جن کے فضائل قیامت تک شمار کیے جاتے رہیں گے اور لکھے جاتے رہیں گے۔

تحية كعداد الرمل نازلة — عليه دائمة كالمسك طيب ثرى

ریت کے ذرات کی تعداد میں ان پر خداوند کریم رحمت نازل فرمادے جو مسلسل قائم رہے (اور) مشک جیسی عمدہ مٹی (انھیں نصیب ہو)

ها تحت إشرافه ترقى إلى فلك العلى وتعلو بما فيها وما ظهرا

دیکھو! ان کی سرپرستی میں (یہ جامعہ) فلک اعلیٰ تک ترقی کر رہا ہے اور ظاہری و باطنی بلندی حاصل کر رہا ہے۔

وبعده قام مهتما سلالته — بالنظم مشتغلا بالرأي مختفرا

ان (حضرت شیخ التفسیرؒ) کے بعد ان کے صاحبزادے (حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ) اپنی رائے سے دین کی حمایت کرتے ہوئے اس (جامعہ) کے نظم و نسق میں اہتمام سے مشغول ہوئے

بصدق نيته والنصح زينته — يعلم الغافل الآداب والسيرا

خلوص ان کی زینت ہے۔ وہ صدق دل سے غافل (مخلوق) کو آداب و سیرت کی تعلیم دیتے ہیں۔

محبة وخلوصا صاد أفئدة — خذ من مقالته الأسرار والعبرا

اُن کی محبت و خلوص نے دلوں کو شکار کرلیا ہے۔ ان کی گفتگو سے اسرار و عبرت کے سبق حاصل کرو

حقا أقول عبيد الله منتخب — بالحق متمسكا بالصدق مختبرا

میں صحیح کہتا ہوں کہ (مولانا) عبید اللہ (انور مدظلہ) کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے۔ دامن حق کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں اور سچائی کی چادر اوڑھ رکھی ہے

كما يليق بشأن العبد وجهته — إلى العبادة والأذكار مستترا

جیسے بندے کی شان کے لائق ہے، اُن کا رُخ چھپ چھپ کر عبادت و اذکار کی طرف ہے

هداية الخلق والضلال بغيته — يوما وليلا بهذا الفكر مفتكرا

مخلوق اور گمراہوں کی ہدایت ان کی چاہت ہے اسی فکر میں دن رات لگے ہوتے ہیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۹۳۲۲ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۸۱/۲۴۲ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء

(۳) ... بذریعہ چٹھی نمبری D ۹-۲-۶۰/۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۳۶-۳۱۰-۵ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

قرآن عزیز

تحشیہ جدیدہ

دیدہ زیب — رنگین

عکسی طباعت سے مزین

مترجمہ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد

چھپ کر تیار ہو گیا ہے

ھدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا ۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے

وی ۔ پی نہ بھیجا جائے گا ۔

...رعایت کے لیے

لکھیں ۔

شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام

عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر

خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا